یہ اخبار ہفتہ وار ہر دوشنبہ کے دن زور بازار پریس امرتسر سے شائع ہوتا ہے

وکیل

THE VAKIL AMRITSAR

حسبنا اللہ ونعم الوکیل

شرح قیمت اخبار معہ محصولڈاک

سالانہ ... ششماہی

خریداران ممالک بیرون ... دس شلنگ ... چھ شلنگ

عام ... چھ روپے ... تین روپیہ

کلب اور کم استطاعت اصحاب بشرط تصدیق ... چار روپے ... اڑھائی روپے

بغیر چندہ سالانہ یا ششماہی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا +

نمونے کا پرچہ آدہ آنہ کا ٹکٹ آنے پر مفت روانہ کیا جائیگا +

شرح اُجرت اشتہارات و مضامین مفیدہ

تجارتی اشتہارات کی اُجرت بذریعہ خط و کتابت فیصل ہوگی۔

مضامین مفید عام اور خبرین مفت درج کی جائین گی +

ترسیل زر

ہر قسم کی ترسیل زر سپرنٹنڈنٹ مطبع کے نام ہونی چاہئے روپیہ منی آرڈر یا حبٹری خط کے ذریعہ بھیجنا چاہئے۔ ورنہ مطبع ذمہ دار نہ ہوگا

جلد ۸ | امرتسر ۲۸ محرم سنہ ۱۳۱۸ ہجری مطابق ۲۸ مئی سنہ ۱۹۰۰ عیسوی یوم دوشنبہ | نمبر ۹

وکیل

امرتسر مطبوعہ ۲۸ محرم سنہ ۱۳۱۸ھ مطابق ۲۸ مئی سنہ ۱۹۰۰ء یوم دوشنبہ جلد ۸ نمبر ۹

جلالتمآب قیصرہ ہند خلد اللہ ملکہا کے

سن مبارک کے اکاسی برس ۲۴ مئی سنہ ۱۹ء کو بخیر و عافیت ختم ہو کر بیاسیوان برس فتح و نصرت عساکر قاہرہ انگلشیہ کی خوشی کے جلسون کے دوران مین بہ ہزاران خورمی و شادمانی شروع ہوا۔ باوجود اس پیرانہ سالی کے جلالتمآب کی صحت بفضلہ جیسی عمدہ اور جنابہ ممدوحہ کی توجہ سامی اپنے فرایض شاہی کے انصرام میں جسقدر منہمک ہے۔ اُسکا اندازہ سیاحت آیرلینڈ اور پچھلے دنون متعدد دفعہ بجلوس شاہانہ اپنی پایہ تخت اور اوسکی فوجی ہسپتالون میں تشریف لیجانے اور اس سے کسیطرحکی کوئی بڑی جسمانی کوفت و تکان محسوس نفرمانے سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ اور اس لحاظ سے یہہ توقع رکھنا ہرگز غلط نہیں ہو سکتا۔ کہ خداوند کریم اس فرمانروائے جوان بخت و جوان ہمت کو جسکا وجود نہ فقط اپنی ملک بلکہ کل دنیا کے امن بہبود۔ اور تہذیب و شائستگی کی ترقی و فروغ کے لئے نہایت مبارک ثابت ہوا ہے۔ ابھی اور کئی برسون تک اپنی وفادار اور شکر گزار رعایا کے سرون پر سلامت باکرامت رکھیگا۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ یورپ کو جو خشک بارود کا میگزین بن رہا ہے ایک عالمگیر جنگ کی لاانتہا مصائب میں مبتلا ہونیسے محفوظ رکھنے کا باعث بہت کچھ ہی ذات گرامی صفات ہے بالخصوص سلطنت انگلشیہ کے سر سے بارہا سخت سے سخت خطرات محض جلالتمآب کے ذاتی رسوخ و اقتدار کی طفیل ٹل جاتے رہے ہیں جسکا تازہ ترین ثبوت کل دنیا کو موجودہ جنگ ٹرانسوال سے ملگیا ہے۔ کہ تقریباً تمام اجنبی اقوام بوئرون کی حمایت اور انگریزون کی مخالفت کے جوش سے ابل رہی اور آپے سے باہر ہو رہی تہیں۔ لیکن اونمین سے کسی کی گورنمنٹ نے اپنے رعایا کے ساتھ اتفاق رائے نکیا۔ صرف اسلئے نہیں کہ اونکو انگریزی بحری طاقت کا خوف تھا۔ گو یہہ ممکن ہے کہ انکی محترز رہنے مین کسیقدر اس خوف کو بھی دخل ہو بلکہ زیادہ تر فقط جلالتمآب قیصرہ ہند کے شخصی رسوخ و اقتدار کی وجہ سے۔ پس حضور ممدوحہ سلطنت انگلشیہ کی باقبال فرمانروا ہی نہین بلکہ اپنی قوم کی بہت بڑی محسنہ بھی ہین۔ اور اس لحاظ سے کل دنیا کی بھی کہ بالخصوص اونہی کی تلخیص عالم شوب آتش حرب ابتک مشتعل نہیں ہونے پائی۔ انگریزی قوم اپنے تاجدار کے احسانات سے بیخبر نہیں۔ اور اسمین ذرہ بھر مبالغہ نہیں کہ قوم کا کوئی متنفس اونکے حکم پر اپنی جان و مال کو مطیع فرمان کرنیمین ہچکچاتا ہوا۔ اسوقت روے زمین پر صرف ایک تاجدار جلالت مآب سے عمر مین بڑا ہے۔ اور اگر جرمنی کی ایک ریاست کے حاکم کو بھی تاجدارون مین شامل کر لیا جائے۔ تو دو سمجھنے چاہئین۔ اول الذکر حضور ممدوحہ کے سمدھی۔ اور شاہزادی ویلز صاحبہ کے پدر بزرگوار شاہ ڈنمارک ہین۔ وہ ملکہ معظمہ سے تخمیناً چودہ مہینے بڑے ہیں۔ دوسرا ڈیوک آف لکسمبرگ ہے۔ جو جلالتمآب سے پوری بائیس مہینے بڑا ہے۔ مگر درازی عہد حکومت مین موجودہ سلاطین مین سے کوئی بھی حضور ممدوحہ کا مقابلہ نہین کر سکتا جون مین قیصرہ ہند کے عہد حکومت کی مقدار ۶۲ برس کی ہو جائیگی۔ دوسرے درجہ پر قیصر آسٹریا ہے۔ جو ۱۸۴۹ء میں تخت نشین ہوا۔ شاہ ڈنمارک ۱۸۶۳ء میں اور ڈیوک آف لکسمبرگ ۱۸۹۰ء میں مسند نشین ہوا۔ شاہ ڈنمارک کو بعد درازی حکومت کے لحاظ سے ملکہ معظمہ کے مامون شاہ البرٹ کا نمبر ہے۔ وہ ۱۰ دسمبر ۱۸۶۵ء کو تخت نشین اور ۹ اپریل ۱۸۲۵ء کو پیدا ہوا۔ +

ایسی عظیم الشان اور وسیع الرقبہ سلطنت کے کسی نہ کسی حصہ میں جسپر آفتاب کبھی غروب نہ ہوتا ہو۔ قحط یا وبا کی موجودگی یا جنگ کا برپا رہنا ایک طبعی امر ہے۔ جسکا انسداد کوئی انسانی تدبیر نہیں کر سکتی کسی حکومت کی عملداری کے امتحان کیلئے صرف یہہ دیکھنا چاہئے کہ اوسکی زیادہ تر حصہ کی بالعموم کیا کیفیت رہتی ہے۔ اور کیا حصہ کثیر کی فارغ البالی اور آسودگی مصیبت زدہ حصہ کیطرف سے استغنا و لاپرواہی تو پیدا نہین کر دیتی۔ یہ آزمائش ہندوستان کئی دفعہ کر چکا ہے۔ اور اسوقت بھی کر رہا ہے۔ ان موقعون پر گورنمنٹ کی تدابیر مین گو کئی نقص رہے ہون۔ لیکن یہ کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ خود جلالتمآب نے کسی موقعہ پر بھی اپنی کسی مصیبت زدہ رعایا کے ساتھ عملی ہمدردی کے اظہار مین کسیطرحکی کمی کی ہے۔ اور یہ انہی اوصاف محمودہ اور بےنظیر رعیت پروری کا نتیجہ ہے کہ جلالتمآب کو بحیثیت شاہنشاہ دن دونی رات چوگنی ترقی نصیب ہو رہی ہے۔ اور تعلقات خانگی اور خانہ داری کے لحاظ سے بھی وہ

اکثر ایسے تفکرات اور تردد ات سے جو عموماً حضرت انسان کو لاحق رہتی ہیں - اور اسکی زندگی الفنی تلخ ہو جاتی ہے مصئون ہیں - جلالت مآب کی اخلاقی اوصاف اس پایہ کے ہیں کہ امریکہ ایسے آزاد منش اور جمہوری خیالات کے شیدا ملک کے باشندے بھی جو شاہی طریقہ کے سخت مخالف ہیں جلالت مآب کو طبعاً ملکہ تسلیم کرتے ہیں - اور پولیٹیکل لحاظ سے انگلستان سے اون کا تعلق خواہ کیسا ہو قیصرہ ہند کا ذکر خیر ہمیشہ ادب و احترام کے ساتھ کرتے ہیں - ایسے بینظیر بادشاہ کی عمر جسقدر دراز ہو ملک و رعیت کی عین خوش قسمتی ہے - اور اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ اونکی چالیس کروڑ رعایا میں سے ایک بشر بھی ایسا نہ ہوگا جسکی زبان سے ہمیشہ نسہی عمر میں کم از کم ایک دفعہ یہ دعا نہ نکلی ہو ؎

تم سلامت رہو ہزار برس ✣ برس کے ہون پچاس ہزار

✣

خطابات سالگرہ کی فہرست

شائع ہو گئی ہے انگلستان میں اسدفعہ بہت کم اصحاب کو خطابات عطا کئے گئے ہیں - اور جنکو ملے ہیں وہ بھی زیادہ تر فوجی صیغہ ڈاکٹری سے تعلق رکھتے ہیں - محاربہ ٹرانسوال کی جنگی خدمات کا صلہ مشغولین کارزار کو غالباً اوسکے اختتام سے پہلے نہیں دیا جائیگا - ہندوستان میں بھی سابقہ خطابات چندان زیادہ عطا نہیں کئے گئے - لیکن جدید طبقہ قیصرہ ہند کے اغراز سے نسبتاً بہت سے اصحاب کو مفتخر کیا گیا ہے - انمیں سے کئی بزرگوار ایسے بھی ہیں جنکے مطالبہ سے گذرنیکا شرف وکیل کو حاصل ہے - جنکی خدمت میں یہ قومی خادم بالخصوص اور تمام خطاب یابندگان کی خدمت میں بالعموم گرمجوشی کے ساتھ مبارکباد عرض کرتا ہے - خطاب یابندگان میں سے چند اصحاب کے اسماء گرامی حسب ذیل ہین درج کرائے جاتے ہیں :- مسٹر مچل ممبر سیلون کونسل اور مسٹر السن آرتھر تاجر مقیم کلکتہ کو نائیٹ - اور کرنیل جیکسن کو بصلہ خدمات جو مصر میں کین کمپنین آف دی باتھ کا خطاب دیا گیا ہے +

ہندوستانی خطابات :- کے - سی - ایس - آئی - مہاراجہ کوٹاہ - راجپوتانہ - سی - ایس - ای - مسٹر وشر باٹم ممبر مدراس کونسل - مسٹر مارنڈیل ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ - مسٹر الکاٹ - سکرٹری صیغہ تعمیرات حاجہ گورنمنٹ ہند - مسٹر فشا کمشنر دہلی - مسٹر بیکر سکرٹری صیغہ خزانہ گورنمنٹ بنگال - جی - سی - آئی - ای - مہاراجہ جے پور - مہاراجہ اودیپور - کے - سی - آئی - ای - صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان صاحب وزیر اعظم ٹونک - سی - آئی - ای - دیوان بہادر راج رتنا مدلیار - انسپکٹر جنرل محکمہ رجسٹری مدراس - کرنیل لانگ سکرٹری صیغہ تعمیرات پنجاب گورنمنٹ - کپتان گارڈن پولیٹیکل ایجنٹ چترال - مسٹر میکارٹنی اسسٹنٹ سکرٹری رزیڈنٹ کشمیر برائے معاملات چین - مسٹر مارش سپرنٹنڈنگ انجنیر ممالک مغربی شمالی - وغیرہ - ڈائیٹ - مسٹر ڈیاٹ چیف جسٹس مدراس ہائیکورٹ مہاراجہ نسلاً بعد نسل مہاراجہ کولہاپور کو اور بطور ذاتی اعزاز راجہ بولی کو - خان بہادر صوبیدار سردار خانصاحب ہانگ کانگ رجمنٹ محمد اکبر خان صاحب سابق اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پنجاب پولیس - رائے بہادر لالہ سر کشن داس تاجر دہلی - لالہ واسدیو سہائے زمیندار میرٹھ - رائے گوبند لال اسسٹنٹ انجنیر پنجاب - صوبیدار بہادر بھگت سنگ انسپکٹر محکمہ ٹھگی راجپوتانہ - خان صاحب سردار اجمال خان موسیٰ خیل وادی زہوب بلوچستان - مسٹر خالصاحب انسپکٹر پولیس ضلع پشاور - رائے صاحب دیوان رام چند اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بلوچستان - صوبیدار صاحب سیوا سنگھ صاحب سابق ڈپٹی کلکٹر پنجاب - قیصرہ ہند طلائی تمغہ - عبد الحسین آدم جی پیربھائی کونسلر بمبئی میونسپلٹی - مہاراجہ بیکانیر - مسٹر بوسان کٹ پولیٹیکل ایجنٹ بہوپاور - مسٹر کلنان کلکٹر ممالک مغربی شمالی - جنرل گاٹے کر - جو ۱۸۹۹ء میں ممبئی پلیگ کمیٹی کے پریسیڈنٹ تھے - مہاراجہ گوالیار - مسٹر ہمفریز ڈپٹی کمشنر حصار - مہارانی بتیا بنگال - کپتان جیمز اعلے طاعون افسر جالندھر - کھا چار آلا چیلا رئیس جہدان احاطہ بمبئی - سر میکلین چیف جسٹس بنگال - دیوان بہادر راؤ ممبر میسور کونسل - بھرام جی مالا باری مالک اخبار انڈین اوپینین بمبئی - محمد یوسف اسمعیل تاجر رنگون - رائے بہادر نانک چند وزیر مہاراجہ ہلکر اندور - کرنیل نیلچپر ڈاکٹر یرزراعت گوالیار - بابو سریرام وائس پریسیڈنٹ لکھنؤ میونسپلٹی - نواب سروقار الامراء مدار المہام حیدرآباد و چند دیگر اصحاب کو - نقری تمغہ مس شارلاٹ آدمز لیڈی ڈاکٹر جودھپور - منشی بدری پرشاد تحصیلدار بانسی ضلع حصار - ٹھاکر دیپ سنگھ رائے بہادر بیکانیر - سردار جوالا سنگھ

مہتمم دربار صاحب امرتسر - مسٹر تسلی جونیر اسسٹنٹ کمشنر لایل پور پنجاب - منشی مہتاب الدین سب ڈویژنل افسر محکمہ تعمیرات حصار - میان عبد الحسین تحصیلدار سیونی ممالک متوسط - امیر مبارک علی چیف جج ریاست جاورہ ممالک متوسط - مسٹر ارنسٹ آر - انجنیر حصار - حکیم شاہ نواز خان گڈھ شنکر ضلع ہوشیارپور - ملک طالب مہدی خان اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر رہتک - امید علی ذیلدار کریام ضلع جالندھر - سید واجد حسین سکرٹری پٹنہ میونسپلٹی - اور کئی دیگر یورپین و ہندو افسران اور مشنری لیڈی صاحبات کل اجنسے طاعون یا قحط کے متعلق نمایان خدمات ظہور میں آئین - خان بہادر حکیم شفاء الدولہ فیض آباد - غلام مصطفے محکمہ نمک بمبئی - خان صاحب محمد عزیز الدین حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر کڈالور مدراس - ابراہیم حافظ بمبئی - نواز علی بیگ پولیس سپرنٹنڈنٹ ریاست

سلطان المعظم نے

اپنی قوم کو محب وطن اور غیور اور سلطنت کو مضبوط و طاقتور بنانے میں جو کوششین کی ہیں - اونکا ایک زمانہ معترف ہے - اور خدا کا شکر ہے کہ یہ مساعی جمیلہ بتدریج موثر اور کارگر ہوتی جا رہی ہیں - اور اپنے مقاصد جلیلہ میں جلالت مآب کو معقول کامیابی ہو چکی ہے - لیکن بانہمہ کوئی نہ کوئی واقعہ ایسا پیش آتا رہتا ہے جس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ مسلمانون کی نحوست ابھی نہین ٹلی - یورپ کے ممالک میں بھی کئی ایسے خبطی موجود ہیں جو نیک نیتی سے موجودالوقت حکومت یا ملکی آئین و قوانین پر معترض ہوتے رہتے ہیں - لیکن انمین ایک بھی ایسا نہوگا - جو اپنے ملک یا قوم سے غداری کرنے پر آمادہ ہو گیا ہو - برعکس اسکے ترکون کی شامت اعمال سے غداری مسلمانون کا ایک عام جزو خاصہ ہو گئی ہے - ایک روسی یا فرانسیسی یا انگریز اپنے بادشاہ و قیصر سے برسر مقابلہ ہو جائیگا - بلکہ اونکے قتل کا اقدام بھی کر گذریگا - لیکن یہ کبھی نہین ہوگا کہ اپنے ملک و قوم کو دغا دے - اور خواہ کل دنیا کی دولت اوسکے سامنے ڈھیر کیجائے اپنے ملک کے دشمن سے جا ملے - اسکے برخلاف مسلمانون کی فطرتین کچھ ایسی پست ہو گئی ہیں کہ اونے رنجش یا کسی ذاتی غرض کے نہ پوری ہونے پر فی الفور ملک و ملت کو بالمعاوضہ ہی اعداء ملت کے ہاتھ بیچدینے پر مائل ہو جاتے ہیں - خالص ترکون میں یہ عیب نسبتاً کم ہے - اور یہی وجہ ہے کہ اونکی سلطنت کو دیگر اسلامی حکومتون کی نسبت زیادہ قیام نصیب ہوا - لیکن ایسے کمینہ خصالون سے اصلی یا ادعائی ترکون کی جماعت بالکل خالی نہیں رہی - اور یہ اوسیکا ثمرہ ہے کہ آج ٹرکی کا رقبہ پچھلی صدی کے نسبت ایک تہائی بھی نہین رہگیا - اور اوسکی کل آمدنی اسقدر بھی نہیں جسقدر کہ دول عظیمہ میں سب سے تھوڑی تعداد میں بڑی فوج رکھنے والی طاقت (یعنے انگلستان) فقط اس فوج پر خرچ کرتی ہے جسکی دلمین حب الوطنی اور قومیت کا کچھ بھی احساس ہے - اوسکے لئے یہ صورت خاصی عبرت بخش ہو سکتی ہے - لیکن مسلمان اور عبرت پکڑین - ایک خیال خام سے زیادہ نہین - نوجوان ترکی پارٹی کا شور و غوغا کسیقدر مدہم ہوا تھا کہ محمود داماد پاشا کا فضیحتہ برپا ہو گیا - اور اوسکا قصہ ابھی پرانا نہ ہوا تھا کہ اسمعیل کمال بک نام ایک صاحب نے قوم کو بدنام کرنیکا بیڑہ اٹھالیا - اسکی نسبت مختلف افواہین مشہور ہین - مگر اصل معاملہ کے متعلق سب متفق ہیں - اس نیک نہاد کو جو مجلس شورای کا رکن تھا - سلطان المعظم نے وسط اپریل مین طرابلس الغرب کا گورنر جنرل مقرر کیا - اور اوسکی روانگی کی تاریخ بھی اخبارون مین شائع ہو گئی - مگر روانگی کی تاریخ سے کچھ دن پہلے اوسکی ہوش و حواس یکبارگی سلب ہو گئے - اوسی خبط ہو گیا - کہ یہ حکم نیک نیتی پر مبنی نہیں - پھر کیا تھا - قومی عزت و ناموس کی کچھ پروا نکر کے وہ ایک انگریزی جہاز پر چلا گیا - اور وہان سے بقول بعض بلا اجازت چوری یورپ کو بھاگ گیا - مگر ٹائمز کا بیان ہے کہ جہاز پر جاکر اوسنے اپنے شبیات سلطان المعظم کیجانب تحریر کئے - اور اونسے یورپ چلے جانے کی اجازت چاہی - جسکے ملجانے پر وہ مع تین لڑکون کے یورپ کو روانہ ہو گیا - اسی اخبار کا بیان ہے کہ عطاء اجازت سے پیشتر ترکی حکام نے اوس کی گرفتاری کی کوشش کی - مگر چونکہ وہ انگریزی سفیر کی ڈاک رسان کشتی پر پناہگزین تھا - اونکی کچھ پیش نہ گئی - یہی اخبار اوسکی نسبت تحریر کرتا ہے کہ "اسمعیل راستباز - سلامت رو اور شایستہ خیال اور اعلے تعلیم یافتہ ہے - کل سلطنت مین وہ اپنے ہم مذہبون کی نگاہ میں بڑی وقعت رکھتا ہے اور اوسی اونپر زبردست اقتدار اور نفوذ حاصل ہے - وہ انقلاب پسند نہین - اور ہمیشہ سلطان المعظم کا وفادار رہا ہے - لیکن سلطان المعظم اوس سے اسوجہ سے خفا ہو گئے کہ اوسنے انتظامی اصلاحات کی کھلم کھلا حمایت کی تھی" ممکن ہے اس شخص میں یہ سب اوصاف ہون - لیکن اوسکی اخلاقی بزدلی نمکحرامی اور ناعاقبت اندیشی نے ان سب پر پانی پھیر دیا ہے - یہ ایسے ہی نالائقون کی کمینہ حرکات کی وجہ سے ہے کہ نہ صرف مخالفین بلکہ سلطنت کے سچے بہی خواہون کو بھی

بعض اوقات جلیل المرتبت اور واقعی قابل تعریف عہدہ دار کی نسبت اسقدر شک کرا پڑ جاتا ہی - اور بادی النظر میں وہ اوسکے متعلق عجیب عجیب خبر پر بھی اعتماد کر لینے پر مائل بھی ہو جاتے ہیں - پچھلے دنوں مصر مین بعینہ ایسی صورت پیش آئی - حالانکہ غازی مختار پاشا ایسے مسلم جان نثار اور غیور کی نسبت ایک نہایت ہی رنجدہ ارادہ منسوب کیا گیا - مگر المؤید اور مصباح الشرق ایسے مستند اخبارات دہوکہ کہا گئے - اور اُنہوں نے اس خبر کو درست سمجھکر نہ فقط شایع کر دیا بلکہ اوسپر لمبے چوڑے حاشئے چڑہا کر بڑی شد و مد سے دلی تاسف کا اظہار کیا - خبر یہ تہی کہ غازی ممدوح اور اونکی سٹاف کی تنخواہ بقول بعض سات مہینون کی اور بقول دیگر بیس مہینون بقایا مین پڑ گئی - اُنہوں نے بالعالی کو کئی دفعہ ترسیل زر کے لئے لکہا جب وہان سے اکیر تبہ بہی جواب معمول نہ ہوا تو برافروختہ ہو کر استعفا بہیجدیا - اور ۲۶ - اپریل کو جب اونکی سکرٹری وغیرہ درِ دولت پر حاضر ہوئے تو اونکو کہدیا کہ مین ملازمت سے دست بردار ہو گیا ہون تم اب قسطنطنیہ واپس چلے جاؤ میرے داماد نے بہی استعفا دیدیا ہے - اس خبر سے مسلمانونکو جسقدر رنج پہونچا ہوگا - اوسے بآسانی قیاس کیا جا سکتا ہی - غازی عثمان کے بعد ترکون کی تمام امیدین اسی شخص پر ہین کہ ضرورت کے وقت وہ امداد ملت کو صولت عثمانیہ کے ہاتھہ اپہی طرح دکھا سکیگا - یہ خبر سلطنت اور غازی ممدوح دونون کی حق مین از حد ذلت بخش تہی - اور دونون کی نسبت دنیا کی رائے مین یکبارگی انقلاب عظیم پیدا ہو جانا طبعی امر تھا - ٹرکی کے لئے اس سے بڑہکر کیا ذلت ہو سکتی تہی کہ وہ اپنے ایسے اعلیٰ عہدہ دار کو بہی تنخواہ ادا نہیں کر سکتی - اور ایسے جان نثار اور مسلمہ بازوی سلطنت سے اسقدر بے التفاتی کا برتاؤ کرتی ہے کہ اوسکے خطوط کا جواب نہین دیتی - اسیطرح غازی ممدوح کے لئے اس سے بڑہکر شرم کا کون موجب ہو سکتا تھا کہ وہ محض چند مہینون کی تنخواہ بقایا مین پڑ جانے سے ایسا مشتعل ہو گیا کہ تمام الطاف و عنایات سلطانی اور حقوق و مطالبات قومی کو یکقلم فراموش کر دیا - اور معمولی سپاہی کے برابر بہی حمیت و غیرت سے کام نہ لیا - اس خبر کا سراسر غلط ہونا یقینی امر تھا - اور اسلئے اگرچہ وہ اون مصری اخبارات مین درج تہی جو ہفتہ گذشتہ مین موصول ہوئے تہے - وکیل نے اسکا ذکر نہیں کیا تھا - اس موقعہ پر بہی اوسکا صرف یہ دکھانیکے لئے ذکر کیا گیا ہے کہ اسمعیل ایسے بدنام کنندگان کی تفصیل قوم و دنیا کا اعتبار و اعتماد کیسا کمزور ہو رہا ہی - ذکر آجانے پر اب یہ ایزاد کر دینا ضروری ہوتا ہے کہ اس معاملہ کی کل اصلیت یہ ہی کہ غازی مختار کی صحت کچھ عرصے سے اچھی نہیں - معدہ کی خرابی بڑہتی جاتی ہے - ڈاکٹروں نے اونکو یورپ جاکر معدنی چشمون مین غسل کرنیکا مشورہ دیا - چنانچہ اُنہون نے امین ہمایون سے اجازت سفر کی طلب کی اور لکہا کہ محسن بک سکرٹری اول کو بہیجدیا جائے تاکہ وہ میری غیر حاضری مین یہان موجود رہے - اور چونکہ اونکو اپنی درخواست کے منظور ہو جانیکا یقین تھا - سٹاف کے اکثر ملازمون کو درینولا قسطنطنیہ آنے کی اجازت دیدی - بقایا کی نسبت تحقیق کے ساتھہ کچھہ نہیں کہا جا سکتا - ممکن ہے کہ فوجی اخراجات کی بہرمار کے باعث خزانہ مشاہرہ نہ بہیج سکا ہو - بنابرین غازی ممدوح نے یہ بہی سوچ لیا ہو کہ سٹاف کے ملازمین خود قسطنطنیہ مین جاکر جب وزارت خزانہ سے تقاضا کرینگے تو یقین ہے کہ وہ زیادہ موثر ثابت ہوگا - لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ غازی ممدوح چند ماہ کی تنخواہ غلطی سے قلاش محض ہو گئے ہیں - اونکو پندرہ برس سے پندرہ ہزار پونڈ سالانہ کے حساب سے تنخواہ ملرہی ہی - اور مصر مین مامور ہونے سے پہلے بہی وہ عرصہ دراز سے بیش قرار مواجب پاتے رہی تہے - اونکی ملازمت کی قدامت اسی سے معلوم ہو سکتی ہے کہ وہ غازی عثمان مرحوم سے پانچ برس پہلے ۱۲۸۸ھ مین عہدہ مشیر پر فائز ہو چکے تہے - ایسے شخص کی اگر پانچہ مہینے تنخواہ نہ ملے تو اوسکی مالی حالت مین کچھہ فرق نہیں پڑ سکتا - بہرحال یہ خبر قطعاً غلط ہے - اور خود شایع کنندگان اب اوسکی کامل تردید کر رہے ہیں - نئے سال ہجری کے شروع ہونے پر غازی ممدوح نے حسب معمول مبارکباد اور اظہار عقیدت کا ٹیلیگرام بابین ہمایون مین ارسال کیا - اور ۳ مئی کو جب خدیو قاہرہ سے اسکندریہ وارد ہوئے - تو بحیثیت عثمانیہ ہائی کمشنر وہ سٹیشن پر استقبال کے لئے موجود تہے - اور سب سے اول خدیو نے اونہی سے مصافحہ کیا - ہان یہ ممکن ہے کہ بعض پولیٹیکل وجوہات سے غازی ممدوح مصر مین عثمانیہ کمشنر کے اور زیادہ مامور رہنے کو مناسب نہ سمجہتے ہون - مگر اسکا فیصلہ اونکی اختیار مین نہیں - اور نہ کبہی وہ ایسی ادعا کرنیکی جرأت کر سکتے ہیں - نہ اللواکی یہ تحریر قابل تعین سمجہی جا سکتی ہے کہ مصری گورنمنٹ نے

ریاست حیدرآباد دکن سے علم دلچسپی کی خواہ

یہ وجہ ہو کہ وہ ہندوستان مین عظیم ترین دیسی ریاست اور سابقہ اسلامی حکومت اور شان و شوکت کی ممتاز یادگار ہے - اور خواہ اوسکی فیاضی و سخاوت اور ارباب علم و ہنر کی قدردانی اسکا باعث ہو - یا کوئی اور سبب اسمین کلام نہین کہ بلا تمیز مذہب و قومیت بالعموم ہر طبقہ و ملت کے لوگ اس حکومت آصفیہ صانہا اللہ عن جمیع حوادث دوران کے حالات معلوم کرنیکے خاص طور پر مشتاق دیکہے جاتے ہیں - اور زیادہ مسرت کا باعث یہہ امر ہے کہ گو اوسکی انتظامی کل کم و بیش اصلاح و ترمیم کی ابہی محتاج ہے لیکن پہر بہی اکثر اسلامی ممالک سے اوسکی حالت تہذیب و شائستگی - خوش نسقی - اور تعلیم و تمدن کی اشاعت کے لحاظ سے بدرجہا بہتر و افضل ہے - اور اگر خداوند کریم کو منظور ہوا تو وہ دن دور نہیں کہ ہمسایہ ریاستین کے حسن التفات اور توجہ سامی سے نسبتاً بہتر ہونیکی بجائے وہ فی الواقع قابل فخر و تعریف ہو جائیگی اور نہ فقط مسلمان بلکہ تمام ابنائے ملک اوسپر فخر و مباہات کرتے ہوئے خوشی سے جامہ مین پہولے نہ سمائینگے - اور خود انگلشیہ قوم بہی اوسے تاج قیصری کا نمایان گوہر اور سلطنت برطانیہ کیلئے مایہ ناز سمجہنے لگ جائیگی - ریاست مین کئی ایسے قابل و فہمیدہ اصحاب موجود ہین جنسے حضرت نظام کو ہمارہ مین معقول امداد مل سکتی ہے - اور ہمین کامل یقین ہے کہ تمام نمک خواران دولت آصفیہ پاس نمک کے علاوہ قومی ملحوظات کو ہمیشہ مدنظر رکہکر انعم خداوند نعمت کا اس مقصد جلیلہ کے حصول مین حتی الوسع ہاتھ بٹانے رہنے سے دریغ نہین کرینگے - جیسا کہ اوپر لکہا گیا ہے - ابہی بہت سی کمیان انتظام کے مختلف صیغون مین پائی جاتی ہیں - اور اونکو پورا کرنا ہر اولی الامر و اعلیٰ عہدہ دار کا فرض ہی - ممالک متمدنہ کی روز افزون ترقی کا بڑا راز یہی ہے کہ ہر مامور نہ فقط اسلئے کہ وہ تنخواہ پاتا ہے - بلکہ اس خیال سے کہ وہ اوسکا ملک ہی اور اوسکی ترقی پر ہی قومی و شخصی اعزاز منحصر ہے - کسی انعام یا صلہ کی لالچ و تمنا نہ رکہکر سچے دل سے اپنے ملک کو ممتاز و قوی بنانیکی کوشش مین مصروف اور اپنے فرایض کو پوری تندہی اور جانفشانی سے انجام دینے مین منہمک رہتا ہی - حکومت آصفیہ نے جو ترقی گذشتہ چند برسون مین کی ہی - اونکی توضیح کے ساتھہ محولہ بالا کمیون کا پتہ بہی اوس چہار سالہ رپورٹ سے بہی خواہ ریاست کو بآسانی مل سکتا ہی - جو حال مین حکومت نے دو جلدون مین ۱۳۰۴ سے لیکر ۱۳۰۷ فصلی یعنے ۸ اکتوبر ۱۸۹۴ء سے لیکر ۷ اکتوبر ۱۸۹۸ء تک کی انتظامی حالت کے متعلق شائع کی ہی - اس رپورٹ مین جس شرح و بسط سے کام لیا گیا ہی - اوسکا اسی سے اندازہ ہو سکتا ہی کہ دوسری جلد جو نسبتاً چہوٹی ہے اور اوسمین صرف اعداد و شمار اور جدولین دیگئی ہین ۲۵۰ صفحون پر ختم ہوئی ہی - اُنمین اسقدر دلچسپ مسایل کا ذکر کیا گیا ہے کہ بقول پاؤنیر ایک آرٹیکل مین صرف ان مسایل کی فہرست نہین سما سکتی - اونپر رائے زنی کرنا تو درکنار رہا - تاہم ناظرین کی دلچسپی کے لئے اوسکا کسیقدر خلاصہ درج کر دیا جاتا ہی - سر سالار جنگ اول کے عہد وزارت سے پیشتر ریاست کے ذمہ جسقدر قرض مع سود بڑا راز یہی ہے کہ ہر مامور نہ فقط اسلئے کہ وہ تنخواہ پاتا ہے - بلکہ اس خیال سے کہ وہ اوسکا ملک ہی اور اوسکی ترقی پر ہی قومی و شخصی اعزاز منحصر ہے - کسی انعام یا صلہ کی لالچ و تمنا نہ رکہکر سچے دل سے اپنے ملک کو ممتاز و قوی بنانیکی کوشش مین مصروف اور اپنے فرایض کو پوری تندہی اور جانفشانی سے انجام دینے مین منہمک رہتا ہی - حکومت آصفیہ نے جو ترقی گذشتہ چند برسون مین کی ہی - اونکی توضیح کے ساتھہ محولہ بالا کمیون کا پتہ بہی اوس چہار سالہ رپورٹ سے بہی خواہ ریاست کو بآسانی مل سکتا ہی - جو حال مین حکومت نے دو جلدون مین ۱۳۰۴ سے لیکر ۱۳۰۷ فصلی یعنے ۸ اکتوبر ۱۸۹۴ء سے لیکر ۷ اکتوبر ۱۸۹۸ء تک کی انتظامی حالت کے متعلق شائع کی ہی - اس رپورٹ مین جس شرح و بسط سے کام لیا گیا ہی - اوسکا اسی سے اندازہ ہو سکتا ہی کہ دوسری جلد جو نسبتاً چہوٹی ہے اور اوسمین صرف اعداد و شمار اور جدولین دیگئی ہین ۲۵۰ صفحون پر ختم ہوئی ہی - اُنمین اسقدر دلچسپ مسایل کا ذکر کیا گیا ہے کہ بقول پاؤنیر ایک آرٹیکل مین صرف ان مسایل کی فہرست نہین سما سکتی - اونپر رائے زنی کرنا تو درکنار رہا - تاہم ناظرین کی دلچسپی کے لئے اوسکا کسیقدر خلاصہ درج کر دیا جاتا ہی - سر سالار جنگ اول کے عہد وزارت سے پیشتر ریاست کے ذمہ جسقدر قرض مع سود ان مین ایک قرضہ کی اصل رقم تین لاکھہ روپیہ کے قریب تہی جو سود کے ساتھہ ملکر اب پونے اٹہارہ لاکھہ کے قریب ہو گئی ہے - ایسی لاپروائی غالباً کسی مہذب ملک مین کبہی روا نہ کہی جاتی - ۱۳۰۳ فصلی کے اختتام پر کل ۳۴ مطالبے ۷ کروڑ پونے انتیس لاکھہ روپیہ کے تہے - جنکی اصل رقم فقط ۹۹ لاکھہ روپیہ کے قریب تہی - باقی سود ہے - ان مطالبون مین سے ایک رقم چھہ لاکھہ کی ناواجب قرار دیگئی جس سے بقیہ مطالبون کی میزان ۷ کروڑ ۴۲ لاکھہ ۷۶ ہزار ۱۳۹ روپیہ رہگئی - ایک مطالبہ فی الحقیقت ۱۱ لاکھہ روپیہ کا تھا - مگر دعویدار نے اسٹامپ کے خرچ سے بچنے کے لئے فقط ۳۹ ہزار کا دعوی کیا - اس فیاضانہ تخفیف کا خالی از علت نہ ہونا صاف ظاہر ہے ✤

آمدنی کے لحاظ سے زیر بحث چار دن سالون مین سے ایک بھی عمدہ سال نہین سمجھا جا سکتا۔ سنہ ۱۳۰۳ کی آمدنی خرچ کو اگر سالانہ معیار مقرر کیا جائے۔ تو اس لحاظ سے ان چار برسون مین ایک کروڑ ۶ لاکھ روپیہ کی آمدنی مین کمی اور خرچ مین ۵۸ لاکھ روپیہ کی زیادتی ہوئی۔ اسکے بالمقابل خزانہ آصفیہ کو دن قرضون کی بابت جو وہ فراخدلی سے اپنے مامورین کو عطا کرتا رہتا ہے ۲۱ لاکھ روپیہ وصول ہوئی۔ اس حساب سے سنہ ۱۳۰۸ فصلی کی اخیر مین سنہ ۱۳۰۳ کی نسبت مالی حالت ایک کروڑ ۳۰ لاکھ روپیہ کی مقدار سے ناقص ہوگئی۔ مگر باوجودیکہ مالی حالت اطمینان بخش نہ تھی۔ ان چار برسون مین بھی انیس لاکھ دس ہزار روپیہ قرض دیا گیا۔ ایسی فیاضی اخلاقی لحاظ سے خواہ کیسی محمود ہو۔ لیکن اصول ملکداری اوسی کبھی جایز نہیں سمجھ سکتے۔ بیس لاکھ کی رقم اگر وضع کیجائے تو خسارہ کی میزان ایک کروڑ ۱۹ لاکھ نوے ہزار روپیہ رہجاتی ہے۔ ان چار برسون مین مالگذاری کی مد مین ۱۱ لاکھ اور فاضلہ برار کی مد مین چالیس لاکھ کی کمی ہوئی۔ صرف ایکسال سنہ ۱۳۰۷ فصلی مین آمدنی خرچ سے زیادہ ہوئی۔ اور وہ بھی اسطرح کہ ریلوی حصص مالیتی ۵۰ لاکھ ۴ ہزار روپیہ فروخت کئے گئے۔ اس تدبیر سے واضح ہوتا ہے کہ قابل ترین مسلمان فنانشر و منتظم بھی مالی معاملات مین ابھی کیسے خام ہیں۔ کوئی یورپین مدبر سوای اسصورت کے کہ اسکے سوار اور کوئی چارہ نہ رہگیا ہو۔ سرمایہ کو کم کرکے آمدنی و خرچ کو مساوی کرنیکی ہرگز کوشش نکرتا۔ اگر حصص کی قیمت سے آمدنی کی میزان مین ایزادی نہو جاتی تو اس سال بھی ۳۵ لاکھ کا خسارہ رہتا۔ سنہ ۱۸۹۹ء اور سنہ ۱۹۰۰ء کی مالی حالت کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ پچھلے سال کئی لاکھ روپیہ قرض لیا گیا۔ اور اس سال قحط و طاعون کی اخراجات غیر معمولی اور قحط کیوجہ سے آمدنی مین نمایان کمی ہوجانیکی وجہ سے اسّی لاکھ روپیہ قرض لیا جا چکا ہے۔ اور سوا کروڑ اور لینے کی تجویز پیش ہے۔ بظاہر تخفیف اخراجات کے لئے کئی دفعہ کوشش کیجا چکی ہے۔ اور غالباً اب بھی یہہ مسئلہ معرض بحث مین ہے۔ لیکن یہ سب مساعی کھیل سے زیادہ وقعت نہیں رکھتین۔ جہان ایسے حالات میں جبکہ تخفیف کا شور و غل بڑی شدت سے برپا اور اوسکی اشد احتیاج ہر طرف سے تسلیم کیگئی ہو۔ اور ایکطرف تخفیف کی قلم چند جلیل المشاہرہ کثیر العیال ملازمون کی نامون پر پھیر دینے سے چند ہزار ماہوار اسکی بچت نکالی گئی ہو۔ اور دوسری طرف صرف ایک مدشاہانہ ضیافتون مین معمول سے چودہ لاکھ روپیہ اور صرف خاص کی مد مین تخمیناً ۴ لاکھ کا اضافہ ہوگیا ہو۔ وہان تخفیف کا نام لینا ہی سر سے فضول ہے۔ جبتک بادشاہ وقت سے لیکر ادنے ترین ملازم تک سب کے سب بہ نیت خالص اصلاح و تخفیف کا عزم نکرلین بہتری کی کبھی توقع نہین ہو سکتی۔ بلکہ مالی حالت دن بدن متبدل ہوتی چلی جائیگی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ فی زمانہ مالی مشکلات اور معذوریان ہی نہایت سخت سے سخت مشکلات اور مصائب کا موجب ثابت ہوتی ہیں۔ مانا کہ ایشیائی مذاق و مراسم شاہانہ جلسون اور تقریبون مین فراخدلی سے روپیہ صرف کرنیکی متقاضی ہیں۔ لیکن جب کہ ہم تعلیم و معاشرت وغیرہ کے متعلق مغربی خیالات و مذاق کو ترجیح دینے لگ گئے ہین تو کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ اسبارہ مین بھی یورپین آداب و اصول کو کیون مدنظر نہ رکھا جائے۔

پادنیر رپورٹ کے اس فقرہ پر بہت خوش ہوا ہے کہ پچھلے بیس برسون مین مالگذاری مین ۳۲ لاکھ روپیہ کا اضافہ ہوا۔ اور اسے وہ مسٹر رومیش چندر دت کے اس اعتراض کے مقابلہ مین پیش کرتا ہے کہ انگریزی علاقہ مین جمع نہایت سنگین ہے۔ مگر اس نظیر سے وہ مسٹر ممدوح کے اعتراض کی معقولیت کے ساتھ بالکل تردید نہیں کر سکتا۔ اول تو یہ کوئی دلیل نہیں کہ اگر ریاستون مین جمع بڑھائی جاتی ہے۔ تو انگریزی علاقہ مین بھی ضرور ویسا ہی کیا جائے۔ انگریزی حکومت کو اوسکے بلند خیال بانیون نے ایشیائی حکمرانون کی خرابیون کی اصلاح کے لئے ہندوستان میں قایم کیا تھا۔ نہ کہ لکیر کے فقیر بنکر اونکو برابر جاری رکھنے کیلئے۔ دوم بیس برسون میں ڈیڑھ لاکھ پر ۳۲ لاکھ یعنے تخمیناً پانچوین حصہ کا اضافہ کوئی بڑا بوجھ نہین۔ برعکس ازین انگریزی علاقہ مین کئی ایسے محال ہیں۔ جنکی جمع گذشتہ بیس برسون مین چوگنی اور پنجگنی کر دیگئی ہے۔ سنہ ۱۳۰۳ مین مالگذاری کی مد سے کل آمدنی ۱۸۸ لاکھ ہوئی جو ملک کے رقبہ اور آبادی کے لحاظ سے بہت کم ہے۔ شاید اس قلت کی بڑی وجہ یہہ ہو کہ ملک کا بہت سا رقبہ جاگیرون مین داخل ہے۔ عمدہ سال مین اس مد سے دو کروڑ بیس لاکھ روپیہ آمدنی ہو سکتی ہے۔ اور غالباً چند برسون مین پیمایشی بندوبست۔ توسیع انہار۔ اور لاولد المسام خوارون کی وفات پر جاگیرون کی ضبطی سے اوسکی سالانہ مقدار ڈیڑھ کروڑ روپیہ تک پہونچ جائیگی۔

رپورٹ کا سب سے دلچسپ حصہ فوج کے متعلق ہے۔ جو دیگر صیغون کیطرح مشرقی بیقاعدگی اور مغربی باقاعدگی کا ایک دلفریب مجموعہ ہے۔ صرف خاص اور پایگاہ کے فوجی دستے بیقاعدہ و باقاعدہ فوج سے علاوہ ہین۔ یہہ گورنمنٹ کے تابع نہین اور اسلئے رپورٹ مین اونکا ذکر نہیں کیا گیا۔ سنہ ۹۷-۱۸۹۶ء مین گولکنڈہ بریگیڈ اور امپیریل سروس ٹرپس کے علاوہ باقاعدہ فوجکی جمعیت دو بٹالیون۔ دو سوار رجمنٹون اور چار پیدل رجمنٹون کی مقرر کیگئی تھی۔ گولکنڈہ بریگیڈ سوار ان مین ۱۱۴۱ سوار ہیں۔ اور سروس ٹرپس مین سلاح دار کیولری کے دو رجمنٹین علاوہ دستہ ٹرانسپورٹ کے ہیں۔ بیقاعدہ افواج کی تخفیف کا مشورہ کئی برسون سے حکومت آصفیہ کو دیا جا رہا ہے۔ اور کسیقدر تخفیف شروع بھی کر دیگئی ہے۔ لیکن اس فوج کے ساتھ اسقدر تعلقات مختلف الانواع وابستہ ہین کہ حکومت کامل غور و فکر اور کافی حزم و احتیاط سے کام لینے پر مجبور ہے۔ عام خیال ہے کہ یہ فوج موجب تقویت ہونیکی بجائے باعث ضعف و خطرہ ہے۔ اور زیادہ تر اوسیکو قابو مین رکھنے کے لئے حیدرآباد مین گورہ و دیسی فوج کی معقول تعداد کی موجودگی ضروری تصور کیگئی ہے۔ اس فوج کی جمعیت ۱۹ ہزار ۴۶۵ آدمیون کی ہے۔ اور عربون۔ روہیلون۔ سندھیون۔ راٹھورون۔ کماٹیون وغیرہ سے مرکب ہے۔ اسکا سالانہ خرچ ۳۹ لاکھ روپیہ ہے۔ اس فوج کی جمعداری کے عہدے موروثی ہین۔ اور اس استحقاق کو یک بیک توڑ دینا یا اوسمین رد و بدل کرنا قرین مصلحت نہیں سمجھا گیا۔ انسپکٹر جنرل پولیس کے ماتحت ۱۰۸۷ سکھون کی فوج ہے۔ جو بیقاعدہ فوج مین محسوب نہیں کیگئی۔ تخفیف اخراجات فوجی کے لئے جو کمیٹی قایم کیگئی تھی۔ وہ سب سے اول بیقاعدہ پیدل فوج کیطرف متوجہ ہوئی۔ تحقیقات پر معلوم ہوا کہ کئی رجمنٹون سے اس قدر سپاہی پولیس یا باقاعدہ فوج کو منتقل ہو چکے ہین کہ اب اون مین یا تو صرف افسر باقی رہگئے ہین یا بیحد سپاہی ہین اوسیقدر افسر ہین۔ کمیٹی نے ہر سو آدمیون کے لئے ایک افسر رہنے دیکر باقیماندہ کی تخفیف کی صلاح دی۔ جسپر عملدرآمد ہونیسے سنہ ۱۳۰۷ فصلی مین سوا لاکھ روپیہ کی بچت ہوئی۔ اور تخمیناً ۲۵ ہزار روپیہ کی مستقیلہ بچت کی صورت ہوگئی۔ یہہ مسئلہ ابھی طے نہیں ہوا۔ اور حضور نظام کے حکم سے اس معاملہ پر تحقیقات کے بعد رپورٹ کرنے کے لئے کہ کسقدر فوج کا رکھنا ضروری ہے ایک کمیٹی قائم کیگئی ہے۔ اس کمیٹی نے ابھی تک رپورٹ نہیں پیش کی +

سکہ کا مسئلہ کچھ عرصہ سے بہت اہم ہو رہا ہے۔ حالی سکہ پر بٹاوں اسقدر بڑھگیا ہے کہ اوسکا چلن رعایا کے حق مین بہت مضر ثابت ہو رہا ہے۔ اوسکی کساد بازاری کے کئی اسباب ہین۔ ازانجملہ ایک یہ بھی ہے کہ چونکہ وہ مشین کا بنا ہوا نہیں ہوتا۔ اوسکی نقل بنا لینا بہت آسان کام ہے۔ اور ناجائز طور پر بنائے گئے اور جایز سکے مین اسکے سوا تمیز نہین ہو سکتی۔ کہ نقلی روپیہ مین کچھ کھوٹ بھی ہو۔ لیکن جب خالص چاندی کا روپیہ بنانیسے بنانیوالے کو ۲۵-۳۰ فیصدی کا فائدہ رہتا ہو تو وہ کھوٹ ملاکر اپنے آپکو خطرہ مین کیون ڈالنے لگا تھا +

محکمہ ڈاک خانہ کے متعلق رپورٹ سے ظاہر ہے کہ مسٹر لانڈس کی سعی و کوشش سے انتظام بہت کچھ درست ہوگیا ہے۔ پہلے یہ حالت تھی کہ ملازمان ڈاک غیر حاضر رہنے کو کچھ عیب ہی نہین سمجھتے تھے۔ اور گرانی ایسی خفیف ہوتی تھی کہ پوسٹماسٹر ٹکٹون کی قیمت بآسانی خورد برد کر سکتے تھے۔ تقسیم خطوط کا قاعدہ بھی بالکل ناقص تھا۔ اور پڑتال کا کوئی ذریعہ نگرانی کرنے والون کے پاس موجود نہ تھا۔ اب ان مین سے اکثر خرابیون کی اصلاح ہوگئی ہے۔ اور باقیماندہ کی اصلاح پر غور کیا جا رہا ہے۔ مگر اس اصلاح کے باوجود تقسیم خطوط کی اب بھی یہہ کیفیت ہے کہ کچھ عرصہ ہوا۔ ریاست کے ایک موضع سے ایک شخص نے لکھا تھا کہ اوسی مطبع کا خط تقریباً ایکسال کے بعد اب آکر ملا ہے۔ یہہ رپورٹ پچاس سے زیادہ فصلون مین منقسم ہے۔ جنمین سے کسی فصل کا مضمون ایسا نہین۔ جسپر کچھ نہ کچھ بحث نہ کیجا سکتی ہو۔ مگر اسکے لئے گنجائش نہین۔ بہرنوع رپورٹ سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اصلاح و ترقی کی خواہش موجود ہے۔ اور اوسکے لئے کچھ نہ کچھ کوشش بھی ہو رہی ہے۔ اور کامل امید ہے کہ جسطرح حیدرآباد کل ریاستون مین سربرآوردہ ہے اوسیطرح وہ حسن انتظام اور خوش نسقی مین بھی اپنی آپکو سب سے سربرآوردہ اور ممالک متمدنہ کے ہم پلہ بنانے کی کوشش کرے گی۔ اور جب تک اس مین کامیاب نہ ہو۔ سعی و کوشش سے دست بردار نہیں ہوگی۔ واللہ الموفق والمستعان +

مراسلات

علمی تجارت کے ذریعہ سے مسلمانوں کی ترقی

مختلف بہی خواہان قوم نے مختلف تدبیریں مسلمانوں کی بہبودی کے لئے کی ہیں۔ جسکا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ مسلمان اپنی خواب غفلت سے کچھ جاگے ہیں۔ میں بھی کچھ خدمت مسلمانوں کی کرنا چاہتا ہوں اور جو ترکیب میرے انکی بہبودی کی سوجی ہے وہ یہ ہے۔

(۱)۔ ایک سوسائٹی کھولی جاوے جسکا نام محمڈن مشنری سوسائٹی رکھا جاوے۔

(۲)۔ اس سوسائٹی کا یہ کام ہوگا۔ کہ وہ غریب مسلمان طالب علموں کی امداد کریگی۔

(۳)۔ اس سوسائٹی میں کوئی ممبر نہیں ہوسکتا۔ جبتک کہ اسکے مولویت یا عربی میں فضیلت کی دستار نہ بندھی ہو۔ اور علاوہ اسکے انگریزی میں بی۔ اے پاس نہ ہو۔ (۴)۔ اس سوسائٹی کا کاروبار نسبت روپیہ کے مندرجہ ذیل طریقہ سے چلیگا۔ (۵)۔ سوسائٹی چندہ جمع کریگی اور جبکافی چندہ جمع ہوجاوے تو ایک نوٹس دیگی کہ ہم انگریزی مڈل پاس شدہ انٹرنس پاس شدہ یا ایف۔ اے۔ یا بی۔ اے پاس شدہ لڑکوں میں سے ایسے لڑکوں کی امداد کرنا چاہتے ہیں کہ جو بوجہ غربت کے اپنی تعلیم کو جاری نہیں رکھ سکتے یا کوئی پیشہ نہیں سیکھ سکتے مثلاً کلوں کا کام۔ ڈاکٹری۔ انجینیری۔ وکالت وغیرہ وغیرہ اور اسوقت تک برابر امداد کرتے رہیں گے جبتک کہ وہ ملازم نہ ہو جاویں یا کوئی پیشہ نہ اختیار کرلیں۔ (۶) منتخب شدہ لڑکے کو اگر وہ خود بالغ ہے تو خود۔ ورنہ اسکے والد یا مربی کو ایک اقرارنامہ اسٹامپ پر رجسٹری شدہ تحریر کرنا ہوگا۔ اس مضمون کا۔ کہ میں فوراً بعد روزگار حاصل کرنیکے اپنی جیسی حالت کے دو لڑکوں کو تعلیم دلواؤنگا جنکو کہ سوسائٹی تجویز کریگی اور اگر نہ دلواؤں تو سوسائٹی مجھسے اس روپیہ کا جتنا کہ سوسائٹی میرے لئے صرف کرچکی ہے وہ گنا بذریعہ عدالت وصول کرکے دوسرے دو لڑکوں کی تعلیم دلوا لے۔ (۷)۔ جو لڑکے سوسائٹی کی امداد لینگے انکو علاوہ انگریزی تعلیم کے یا صنعت و حرفت سیکھنے کے عربی تعلیم کی بھی تکمیل کرنا ہوگی۔ اگر وہ سالانہ امتحان عربی تعلیم کا جسکے کہ قواعد سوسائٹی بنائیگی سالانہ نہ پاس کرینگے تو انکی امداد فوراً روک دیجاویگی اور جب کبھی وہ روزگار حاصل کریں گے تو دو لڑکوں کی اتنی ہی امداد انکو کرنا ہوگی جتنی کہ وہ سوسائٹی سے لے چکے تھے۔

(۸)۔ سوسائٹی کے وظیفہ داروں کے لیے ایک مولوی اہل سنت یا امامیہ موافق انکے مذہب کے مقرر کیا جاگا جو انکو عربی تعلیم مقررہ گھنٹوں تک علاوہ اسکول کے گھنٹوں کے دیگا اور سوسائٹی کے پاس انکی دینی اور عربی تعلیم کی ترقی کی بابت ماہانہ رپورٹ بھیجتا رہیگا۔ (۹) سوسائٹی کے ممبروں کو کچھ تنخواہ موجودہ سوسائٹی ملا کریگی۔ (۱۰) اگر کوئی صاحب کسی لڑکے کی تعلیم کا صرف اس قرار پر اپنے ذمہ لینگے کہ وہ بعد تکمیل تعلیم و تحصیل فن و حرفت اور فوراً بعد روزگار حاصل کرنیکے اپنی حالت جیسے دو لڑکوں کی امداد کریگا۔ اور انکو تعلیم دلوائیگا جہانتک کہ اسنے خود پائی ہے تو سوسائٹی ایسے صاحب کی ممنون و مرہون ہوگی اور وہ اپنی عمر بھر کے لئے سوسائٹی کے ممبر قرار دیئے جاوینگے گو وہ عربی و انگریزی میں فاضل نہ ہوں۔

مجھے امید ہے کہ عام مسلمان اس تجویز کو پسند کرینگے اور اپنی رائے اسکی بابت اخبار وکیل میں شائع کرینگے۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ کتنے مسلمان اپنی جیب خاص سے ایک ایک لڑکے کی تعلیم کا ذمہ لینا چاہتے ہیں اور کتنے اسکے ممبر ہونا چاہتے ہیں۔ تاکہ اور قدم آگے رکھا جاوے اور انکے صلاح و مشورہ سے قواعد مندرجہ بالا میں تغیر و تبدل کیا جاوے۔ اگر بچاس مسلمان بھی اسوقت ایسے شامل ہوجاویں کہ جو ایک ایک لڑکے کی تعلیم اپنے ذمہ لیلیں تو یہ سوسائٹی بہت جلد قائم ہوجاویگی اور اپنا فائدہ بہت جلد عوام کو دکھلاویگی اور اگر ایک بھی مسلمان اس میں شریک نہ ہوا تو میں نے تو ارادہ کر ہی لیا ہے کہ میں تنہا (بفضلہٖ تعالیٰ) اسکو شروع کرونگا لیکن افسوس اس امر کا ہوگا۔ کہ میرے تنہا شروع کرنے میں سوسائٹی بہت دیر میں قائم ہوگی اور اسکا فائدہ بھی دیر میں نظر آئیگا۔ شاید دس پندرہ برس میں قائم ہوجاوے۔ جو تدبیر کرینے اس سوسائٹی کی بنا ڈالنے کی سوچی ہے وہ یہ ہے کہ ایک کالج واسطے تعلیم طریقہ تعلیم کے لکھنؤ میں جاری ہے اسکو انگریزی میں مسیحرس ٹریننگ کالج کہتے ہیں یہاں بی۔ اے پاس شدہ لڑکے پندرہ روپیہ وظیفہ دس ماہ تک پاتے ہیں۔ بعد دس ماہ کے اور پاس کرنے کے انکو شعبہ تعلیم میں مدرسی للخ سے یکصد تک کی ملجاتی ہے۔ میں ایک مسلمان لڑکے کو انشاء اللہ آئندہ جولائی سے ۱۵۰ روپیہ ماہوار وظیفہ دونگا۔ اور قصد ہے کہ چھ سات سال تک برابر ایک ایک لڑکے کو دیتا رہونگا۔ ہر ایک لڑکے کو بعد روزگار حاصل کرنے کے دو دو لڑکوں کو تعلیم دلوانا ہوگی یعنے ہر ایک لڑکے کو دو سال تک ہر ایک سال دس دس مہینے تک ۱۵۰ ماہوار ایک اور لڑکے کی تعلیم میں صرف کرنا ہونگے۔ اور اگر وہ ۱۵۰ ماہوار نہ دیسکینگے تو جتنا وہ دے سکینگے اتنا لیا جاویگا۔ اور بعد روپیہ جمع ہوجانے کے دوسرے دو لڑکوں کی تعلیم شروع ہوجاویگی۔ مجھے امید ہے کہ بعد چھ سات سال کے تین چار لڑکے خود انھیں قسطوں سے پڑھتے ہونگے۔ اور پھر ہر تین چار سال کے بعد آن وظیفہ پانے والوں کا نمبر دوگنا ہوتا جاویگا۔ غرضکہ دس پندرہ سال کے بعد سوسائٹی اچھی طرح قائم ہوسکیگی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے میرے ارادے میں کامیابی بخشی اور یہ سوسائٹی دس بارہ برس تک اچھی طرح چلسکی تو مجھے امید ہے کہ یہ سوسائٹی اور دینی امور کا بھی اچھی طرح انتظام کرسکیگی مثلاً۔ اشاعت اسلام بذریعہ تبلیغ واعظین کرنا۔ مرمت مساجد۔ باہمی نزاع مسلمانان دور کرنا۔ مسلمانی پیچیدہ مقدمات کہ جو غیر مذہب والے حاکم خاطر خواہ فیصل نہیں کرسکتے انکی نسبت رائے دینا وغیرہ وغیرہ۔ فقط

نوٹ۔ جو صاحب اس تجویز کے بارے میں کوئی مضمون تحریر فرماویں وہ اخبار وکیل میں شائع ہونیکو بھیجیں کیونکہ مجھے اردو اخبار دیکھنے کو کم ملتے ہیں۔ (الراقم عبدالحفیظ مدرس فارسی عربی ٹریننگ کالج لکھنؤ)

انگریزی دوائیں اور انکا استعمال ہندوستانیوں کے لئے

آپمیں کچھ شک نہیں کہ بعض انگریزی دوائیں اپنے افعال و خواص میں بینظیر و بیمثل ثابت ہوئی ہیں۔ مگر اکثر دوائیں ایسی بھی ہیں جنکا استعمال ہندوستانیوں کے واسطے نہایت مضر اور خوفناک ثابت ہوا ہے۔

زمانہ حال کے محققین کا مسئلہ ہے کہ چار چیزیں انسان کی ظاہری و باطنی حالت پر بہت بڑا اثر کرتی ہیں اور ترقی علوم و فنون اوضاع اطوار جسمانی مضبوطی و کمزوری اخلاق رنگ و مزاج پر انکا نہایت زبردست اثر پڑتا ہے۔ اور وہ چار چیزیں حسب ذیل ہیں (۱) زمین (۲) آب و ہوا (۳) غذا (۴) مظاہر قدرت۔ جن ممالک کی زمین زیادہ زرخیز رہی ہے وہاں کے لوگ علوم و فنون میں ہمیشہ سب قوموں سے بڑھے رہے۔ کیونکہ ضروریات زندگی کے واسطے سامان بہم پہنچانیمیں انکا وقت کم خرچ ہوا اور سوچنے اور غور کرنے کا کافی وقت ملگیا۔ بخلاف ان قوموں کے جو خشک و بنجر زمینوں میں نشو و نما پاتے رہے اور صبح سے شام تک بہر پہر کر کافی سامان مثل خوراک وغیرہ کے بھی بہم نہ پہنچا سکے۔ اور اس باعث انکی دماغی قوتیں معطل رہیں۔ اور دماغی ورزش کا کوئی وقت در موقعہ نصیب نہ ہوا۔ مگر ایسے لوگ ہمیشہ جسمانی قوتوں میں نسبت زرخیز ممالک کے مضبوط و توانا قدآور رہتے ہیں۔ اور جفاکش ہونے کے سبب سرد موسم کے تغیر و تبدل اور گرمی کی تیزی کو بہ نسبت زرخیز زمین والی قوموں کے بہ آسانی برداشت کرسکتے ہیں۔ چنانچہ ہندوستان و مصر کی قومیں علوم ذہنی و فنون لطیفہ میں سب سے پہلے ترقی کرگئیں اور تمام دنیا کی تہذیب کا منبع یہی ہوئیں ہندوستان و مصر دونوں زرخیز ملک ہیں اور اس لیے یہاں کے باشندے سب سے پہلے علوم و فنون میں ممتاز

A Good Cough Medicine کھانسی کا عمدہ علاج

چیمبرلین کی کھانسی کی دوائی کی عمدگی کا کیا یہ کم ثبوت ہے کہ دواساز بھی اس دوائی کو دیگر ادویہ پر ترجیح دیکر اپنے گھروں میں استعمال کرتے ہیں نیویارک کے محلہ دان ایسٹن کا سوداگر ادویہ جو گولڈ سمتھ لکھتا ہے میں چیمبرلین کی کھانسی کی دوائی پانچ برس سے بیچ رہا ہوں۔ اس عرصہ میں کل خریداروں نے اسکے متعلق بہت عمدہ رائے ظاہر کی۔ میری ذاتی رائے بھی اسکی نسبت بہت اچھی ہے معمولی کھانسی۔ نزلہ و زکام اور انفلوئنزا سے پیدا شدہ کھانسی کیلئے میں ہمیشہ اس دوائی کو اپنے گھر میں مستعمل کرتا رہا اور اسی ہمیشہ مؤثر و فائدہ بخش پایا۔ یہ دوا شیخ فیروز الدین سوداگر ادویات انگریزی امرتسر سے ملسکتی ہے

ہو گئے تھے۔ میڈی ٹرے نین کے کنارے ساحل ایلونٹ کی قومیں جب شیار و افریقہ میں آباد ہوئیں تو انہوں نے لٹریچر۔ اور علوم ذہنیہ اور حکومت قائم کرنا سیکھا اور جملہ علوم و فنون میں سب سے پہلے دنیا میں امتیاز حاصل کیا۔ املاک کی ایجاد کی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ یہ مصریوں کی غور کا نتیجہ تھا۔ ایک انگریزی محقق لکھتا ہے "دنیا کی سب قوموں سے پیشتر ایشیا و افریقہ میں تہذیب و علوم و فنون کی حیرت انگیز ترقی نہایت پرانے زمانے میں ہوئی۔ جسپر انکو جسقدر فخر ہو بجا ہے۔ یورپ والوں کو اپنے سنوارنیکا انکے بعد خیال پیدا ہوا ہے"۔ نیز ہندوستان و مصر کی قومیں جو قدیم زمانہ میں علوم و فنون کا مخزن تھیں جسمانی قوتوں میں ہمیشہ کمزور و ناقص رہی ہیں۔ اور زمین کی زرخیزی اور پیداوار نے انکے ساتھ یہ سلوک کیا کہ عیاشی و آرام طلبی کے ہزارہا قسم کے سامان انکے یہاں تیار ہو گئے اور جب یہ سامان تیار ہوئے اور انکی عادات و اخلاق پر آرام طلبی کا اثر پڑا تو انکی توانین جو سیاست و تمدن کے لئے بنائے گئے وہ بھی ایسے سخت نہ ہوئے جیسے کہ اور جاہل قوموں کے یہاں مروج رہے۔

پس اس آرام طلبی و عیاشی و عشرت پسندی کا جو نتیجہ ہمیشہ سے ہوتا رہا ہے وہ ہو کر رہا جوں جوں آرام و آسایش کے اسباب زیادہ مہیا ہوتے گئے۔ اسیطرح وہ کمزور اور محنت اور جفاکشی سے جی چرانیوالے ہو کر خوفناک تنزل میں گرفتار ہو گئے اور وہ قومیں جو جفاکش اور محنتی تھیں انمیں حرکت پیدا ہوئی اور وہ جفاکشی پر زیادہ زیادہ راغب ہوتی گئیں اور انمیں اپنے ہمجوار سے نکالنے کی خواہش اور زیادہ پیدا ہوتی گئی اور ان آرام طلب قوموں پر سبقت لیگئیں۔

۱۷۳۹ء میں ایک سالہ جغرافیہ میں کلکتہ سے شائع ہوا تھا اسمیں ایک انگریز نے رائے لکھی ہے جو حسب ذیل ہے "ہندوستان میں ایری اور ناانفاقی بہت رہی کیونکہ انکا ملک زرخیز تھا اور اس سبب ان کے ہندو نہیں اصول ہر علم کے ہیں مگر باوجود انکی قدامت کے ابتک کچھ ترقی ان علموں میں نہ کی۔ چند قاعدے علم ہیئت کے بھی انکو معلوم ہیں مگر ہندو مسلمان جو آجکل آباد ہیں وہ ان باتوں سے جو دو سو برس سے فرنگستان میں دریافت ہوئی ہیں محض ناواقف ہیں مثلاً علم تشریح علم کیمسٹری علم حیالوجی علم جر ثقیل تاریخ و جغرافیہ اور علوم میں انکی کتابیں تو ہیں مگر وہ امتحان تجربہ اور آزمایش پر استوار نہیں پس اسکی تحصیل لاطائل ہے" پھر لکھتا ہے "امارت کے سبب بیشتر لہو و لعب میں مصروف رہتے ہیں اور قوم شریف اختیاج سے زیادہ نہیں پڑھتے اور نہ ورزش و جفاکشی کے عادی ہیں۔ مگر اب کلکتہ و بنارس میں سرکار کمپنی کیطرف سے کچھ مدرسے قائم کئے گئے ہیں"۔ اب یہ ہی مصنف صفحہ ۶۳ میں لکھتا ہے "یورپ اگرچہ دنیا کے سب حصوں سے چھوٹا ہے اور سونا چاندی اور جواہرات ہی وہاں پیدا نہیں ہوتا اور بسبب برودت اور نقصان مٹی کے رنگارنگ اور نوع بنوع کے نباتات بھی وہاں نہیں ہوتے اور حاصلات ارضی کی بھی فراوانی نہیں جیسے اور ملکوں میں دیکھتے ہیں تو بھی فی الجملہ دنیا کے ہر حصہ سے ہر بات میں غالب ہے کیونکہ حقیقت میں یہ سب نقصان سرسر اسکی بزرگی کا باعث ہو گیا یعنے زمین کے نقص و کثرت سرمانے لوگوں کو زیادہ محنت پر راغب کیا اسلیے ہزاروں حکمتیں ایجاد ہو گئیں اور اگرچہ آب و ہوا وہاں کی زمین کے حاصلات میں چنداں خوب نہیں مگر آدمیوں کے لیے بہت موافق اور جسم و روح کی توانائی کے لیے بہت مفید ہے چنانچہ وہاں کے آدمی اکثر عاقل اور عالم اور ادیب اور چالاک اور ذی شعور ہو گئے ہیں اور ہنر و صنعت میں پورے ماہر"۔

آب و ہوا اور غذا کے مؤثر ہونے کی کیفیت بیان اقوال سے اخذ ہو سکتی ہے اگر مکمل بحث لکھوں گا تو مضمون طویل ہو جائیگا اور جس مطلب کے لیے یہ لکھا گیا ہے۔ اس مطلب میں بھی فرق آجائیگا۔ مختصر یہ ہے کہ آب و ہوا کے اچھے ہونے سے انسان کی جسمانی قوتیں کامل ہوتی ہیں اور توانائی و تندرستی کے وہ جفاکشی کے سبب عادی رہسکتے ہیں اور جسمانی تندرستی انکے ساتھ یہ سلوک کرتی ہے کہ زمین کی پیداوار میں جو کمی ہوتی ہے وہ انکی محنت کو سب سے پوری ہو جاتی ہے اور نیز اس محنت سے انکی قوا مضبوط اور جوڑ بند ڈیل ڈول استوار ہوتے ہیں۔ تاریخ و کینہو سے معلوم ہوگا۔ کہ جبتک ان مضبوط و توانا قوموں اور ان ممالک کے لوگوں نے جہانکی آب و ہوا انسانی صحت کے واسطے مفید ہے زنجیر ملک فتح نہ کئے تب تک انمیں علوم کی روشنی نہ پھیلی۔

مظاہر قدرت کا اثر ان تینوں مذکورہ بالا اسباب سے بھی زیادہ پڑتا ہے اور اسکا اثر اخلاق و عادات پر ایسا مؤثر ہوتا ہے کہ ایسا اور کوئی نہیں۔ ایک فاضل شخص لکھتا ہے کہ "چونکہ ہندوستان میں مظاہر قدرت کے عجیب نظارے مثل آتش فشاں پہاڑوں جنگلوں زلزلوں طوفانوں وغیرہ کے زیادہ ہیں اور انکو اپنے ناپذیر ہونے اور زبردست طاقتوں کے بوجھ کر نیکا خیال پیدا ہو گیا ہے اور عقل انسانی کی ناخبرگی نے انکی ذہنی و دماغی قوتوں میں واقعی باتوں اور واقفیتوں کی بجائے وہمی اور وسواسی باتوں کی روح پھونک دی ہے۔ چنانچہ قدیم زمانہ کی کتب جو بزبان سنسکرت ہیں اُنسے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے" میری رائے میں غلط وہمی خیالات کا سب سے خوفناک نتیجہ یہ ہے کہ جسطرح انکی عقول وہمی و شگونی و وسواسی خیالات سے وابستہ ہو جاتی ہیں اسی طرح انکی جسمانی قوتیں بھی اس سبب سے کمزور ہو جاتی ہے۔ مفصل لکھنے کو وقت اور موقعہ درکار ہے اور نیز اس تحقیق کا یہ محل بھی نہیں مطلب ان تمام اقوال کے نقل کرنے اور تحریر کرنے سے یہ ہے کہ ہندوستان و یورپ کی حالت کا کچھ نقشہ ذہن کے سامنے جم جائے اور کسیقدر یہ بھی معلوم ہو جاوے کہ ہندوستان اور یورپ کی جسمانی و اخلاقی حالت میں کسقدر فرق ہے اور نیز یورپ ہندوستان کی آب و ہوا اور باشندوں میں کیا اختلاف عظیم ہے اور اس لئے وہاں کے مریضوں اور مرضوں میں زمین آسمان کا فرق ہے اور ایسا تفاوت ہے جیسا کہ آگ اور پانی کا۔ اور اسی سبب سے ان کے شئون بچپن جوانی اور بڑھاپے اور عمروں اور خوراک میں بہت بڑا فرق ہے اور طرز معاشرت و جفاکشی اور کاروبار میں ایسا تفاوت ہے کہ جو ادنیٰ غور سے صاف ظاہر ہو سکتا ہے۔ اب سوچنا چاہیئے کہ وہ دوائیں جو یورپ میں تجربہ ہو کر آتی ہیں اور جسقدر شربت یعنی مقدار کے ساتھ وہاں کے لوگ انکو استعمال کر سکتے ہیں انکا اثر کیسے کچھ اختلاف کے ساتھ ہم ہندوستانیوں پر پڑ سکتا ہے۔

اب میں چاہتا ہوں کہ چند رائیں ڈاکٹروں کی بھی لکھوں جنکو اپنے تجربہ اور ہندوستانیوں اور یورپ والوں کی مزاج اور قوتوں میں فرق مشاہدہ کرنے اور ان انگریزی دواؤں کے استعمال کے بعد ظاہر کرنی پڑی ہیں۔

ڈاکٹر ہچنسن صاحب نے جو چھپی گیا سے کلکتہ میڈیکل و فزیکل سوسائٹی کو کچھ مدت ہوئی رپورٹ کی تھی وہ مجھکو ملی ہے اسکا ترجمہ میں لکھتا ہوں۔ اسکے صفحہ تین میں مندرج ہے "ڈاکٹر ٹوئی ننگ صاحب کی تحقیقات ایسی ہے کہ جن بات کی فکر انہوں نے کی اسکو خوب فروغ دیا لیکن حق یہ ہے کہ صاحب موصوف کی تحقیقات اسی مرض میں صادق آتی ہے جو گوروں کو ہوتی ہے۔ اور ہماری رائے یہ ہے کہ جو دوائیں انہوں نے استعمال کے لیے لکھی ہیں وہ ہندوستانیوں پر ایسی تاثیر نہ کرینگی جیسے کہ گورے پر"۔

پھر وہ صفحہ ۵ میں لکھتے ہیں "کلومل نہایت مضر دوا ہندوستانیوں کے لئے ہے جب دوسری دوا مانند کلومل کے مفید متصور ہو تو اسکا کمتر استعمال کرنا مناسب ہے"۔

پھر صفحہ ۱۱ میں لکھتے ہیں "ہماری رائے میں ہندوستانی آدمیوں کو پارے کے مرکبات دینا ایسے

Colic, Cholera Remedy

مقام ونٹرسٹ کے نیشنل بنک کے خزانچی مسٹر وہیڈ نے حال میں ہمیں یہ خط لکھا "میرے پاس ایک بڑھئی کام کرتا تھا وہ بدہضمی و اسہال سے بیمار ہو جانے کی وجہ سے کئی دن کام نہ کر سکا۔ میں نے اُسے کہا کہ ایک مرتبہ مجھے بھی یہ شکایت ہو گئی تھی۔ اور چیمبرلین کی علاج ہیضہ و بدہضمی و قولنج سے شفا ہوئی تھی۔ اسنے میری صلاح پر عمل کر کے پیانکے دوائی فروش سے ایک بوتل خرید کی اور ایک ہی خوراک میں تندرست ہو کر اپنے کام پر آگیا"۔

یہ دوا شیخ فیروز الدین سوداگر ادویات انگریزی امرتسر سے مل سکتی ہے۔

Balm پاؤں کی موچ فی الفور درست ہو گئی Pain

راشنگٹن کے اخبار گازیٹ کا ایڈیٹر جارج کاری لکھتا ہے "ایکدفعہ میرے ٹخنہ کی موچ نکل گئی جسکی درد نے مجھے بے تاب کر دیا۔ کئی معالجوں سے کچھ فائدہ نہ ہونے پر مینے چیمبرلین کے پین بام (مرہم چوٹ) علاج ورم کا استعمال کیا۔ اسکے لگانے کے ساتھ ہی درد کا افاقہ ہو گیا۔ اور تھوڑی عرصہ میں میرا ٹخنہ بالکل درست ہو گیا۔

یہ دوا شیخ فیروز الدین سوداگر ادویات انگریزی امرتسر سے مل سکتی ہے۔

بے مناسب ہیں جیسا کہ ان گورنکو جو کہ ہمیشہ بیشتر سے صرف ترکاری کھاتے رہے ہوں اور پھر ترکاری کھاویں"

پھر صفحہ ۲۴ میں لکھتے ہیں "ہمارے بیانات صرف ان احوال پر منحصر ہیں جو ہندوستانیوں ہی سے علاقہ رکھتے ہیں اور گوروں سے تعلق نہیں رکھتے۔ کیونکہ یہاں کی آب وہوا اور کھانے پینے اور عادات و طبیعت کو بدلنے میں کچھ شبہ نہیں۔ پس اس اختلاف کے موافق معالجہ اور ادویات بھی بدلیں گی"

پھر صفحہ ۳۱ میں لکھتے ہیں "یہ کئی اقسام لوہے کے ہندوستانیوں کی طبیعت سے موافقت نہیں رکھتے"

پھر صفحہ ۲۵ میں لکھتے ہیں "یہ ہندوستانیوں کو کڑا علاج دینا بے مناسب ہے"

نیز تمام ڈاکٹروں کو جو وقتاً فوقتاً مطب کرتے اور انگریزی دواؤں و ہندوستانیوں کی کیفیت سے واقف ہیں یہ امر ہر روز مشاہدہ ہوتا ہوگا کہ ہندوستانیوں کی طبائع کے موافق اکثر انعامات نہیں ہیں چنانچہ میرے تجربہ میں بارہا یہ آچکا ہے کہ کونین جیسی مفید شئے بھی ہندوستانیوں کے واسطے اکثر اوقات سخت ناموافق ثابت ہوئی اور بہت سی انگریزی دوائیں طریق علاج ہندوستانی مزاج سے قطعی موافقت نہیں رکھتی۔ اب میں اپنی کوئی رائے ظاہر نہیں کرتا۔ فاضل احباب خود غور کریں۔

ڈاکٹر ہندوستانی صدہا ادویات اور انکی فعال وخواص سے جو لاکھوں دفعہ تجربہ ہو چکی ہیں مطلق واقفیت نہیں رکھتے ہیں اور نہ انکو سوائے محدود انگریزی ادویات کے اور دوائیں معلوم ہیں۔ اس لئے ہیر پھیر کردہ وہی تیز و تند ادویات استعمال کرتے ہیں اور اس سے اکثر اوقات خوفناک نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔

میں بروثوق اس امر کو ظاہر کرتا ہوں کہ اُن تمام امراض میں جنمیں عمل جراحی نہیں ہوتی ہے۔ ہندوستانی طبیب بنسبت ڈاکٹروں کے ہندوستانیوں کے علاج میں زیادہ کامیاب ہوتے ہیں۔ میرے استاذ عالی جناب حکیم ابوسعید محمد عبدالمجید خانصاحب "حاذق الملک" دہلوی کے مطب میں پانچ پانچ سو اور چھ چھ سو سے زائد آدمی بھی میرے زمانہ مطب میں روزانہ آتے رہے ہیں اور انگریزوں کو بھی میں نے انکی یہاں ویسی دوائیں استعمال کرتے دیکھا ہے اور ہزارہا بیا میں نے ایسے بھی دیکھے جو کہ انگریزی علاج سے خوفناک صدمہ و نقصان برداشت کرنے کے بعد ہندوستانی علاج سے صحت یاب ہوئے چنانچہ میں بھی یہ دعوے کرتا ہوں کہ میرے مطب میں بھی انگریزی شفاخانوں سے اوسطاً بہت زیادہ مریض شفایاب ہوئے ہیں اور میں نے جو دوائیں انگریزی و دیسی دوائیں مرکب کرکے تجویز کی ہیں وہ ایسی مفید ثابت ہوئیں کہ انکے مقابلہ میں خالص انگریزی دواؤں کی کچھ حقیقت نہیں۔ پس کیسی کچھ خوشی کی بات ہو کہ انگریزی ڈاکٹر ہندوستانی دواؤں سے بھی فائدہ حاصل کریں۔ ہندوستانی طبیبوں کو جسطرح مغربی جدید علوم پڑھنے اور فن تشریح و جراحی سیکھنے کی ضرورت ہے اسی طرح انگریزی ڈاکٹروں کے لئے نہایت ضروری ہے کہ وہ ہندوستانی دواؤں کے فعال وخواص سے واقفیت بہم پہنچائیں اور انکا تجربہ کریں۔ اور بالفعل اسی پر یقین کریں کہ یونانی طبابت میں مندرج ہے۔ کیونکہ ڈاکٹری وانگریزی دواؤں اور تیز و زہریلے مرکبات سے نہایت خوفناک اثر ہندوستانیوں کی تندرستی پر پڑ رہا ہے

ان اقوال اور رایوں کے متعلق میں نے نہایت مختصر طور سے لکھا ہے اور میں یقین کرتا ہوں میرے فاضل اہل الرائے احباب بھی اپنی اپنی رایوں سے بہت جلد مطلع فرماویں گے اور بذریعہ اخبارات بھی اپنی راؤں کا اظہار فرماویں گے۔ میں نے ان اقوال اور تجربات کے متعلق زیادہ بحث کرنا پسند نہیں کیا جو نتائج اسمیں اخذ ہو سکتے ہیں۔ وہ غور کرنے سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ میرے فاضل احباب اور میرے ہم پیشہ جماعت میرے اس مضمون کو غور سے اور توجہ سے دیکھیں گے۔ بذریعہ خط وکتابت یا بذریعہ اخبار جو لمرطے ہوگا اسکو میں بطور قول فیصل اپنے اس مضمون میں شائع کرونگا جو کہ میں آجکل مرتب کرنے میں مصروف ہوں۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ (راقم حکیم احمد حسین از شکر گوالیار لاربازار)

ایڈیٹر صاحب وکیل تسلیم۔ آجکل ہمارے مدرسہ کی جماعت میں باہمی اتفاق کی نسبت گفتگو ہو رہی تھی۔ اور نہایت شد و مد کیساتھ اوپر بحث کیجا رہی تھی۔ اُسوقت ہمارے دلی دوست حافظ سید ابراہیم صاحب ممبر جماعت مڈل کلاس اسکول حیدرآباد دکن نے اتفاق کی خوبیوں کو جس تشریح و توضیح کے ساتھ بیان کیا اور سامعین کے دلوں کو بے اختیار متاثر کر دیا۔ ہم آپ کی خدمت مبارک میں اس مضمون کی بجنسہٖ نقل روانہ کرتے ہیں۔ آپ براہ کرم اسکو اپنے اخبار گہربار میں درج فرما کر ہم لوگوں کو ممنون منت فرماویں گے۔

اتفاق ؎ خواہی لذت شیریں مدار اتفاق نہاد + زاتفاق گس شہد میشود پیدا

اے میرے پیارے دوستو۔ لغت میں اتفاق کے معنے موافقت کرنے اور ایک ہونے کے ہیں۔ اسکی تشریح اور اسکے اصطلاحی معنے کا اظہار بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ اتفاق سے اصلاح قوم مراد ہے اور وہ بغیر اتحاد کے پیدا نہیں ہوتا اور اتحاد بھی صحبت ہمقومی اور ہم ملتی سے پیدا ہوتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہم سب اتفاق کو اپنا یار وفادار نجانیں اور دینی و دنیوی مشکلات کو اتفاق سے دفع نہ کریں؟ اتفاق ایک ایسی چیز ہے جو دشمن کو بے بس کر دیتا ہے اور بودے دلوں کو جری بنا دیتا ہے۔ غرضکہ وہ بڑا ہی زبردست تیر ہے۔ اے مسلمانوں بھائیو جب ہم تم اللہ کی وحدانیت اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور قرآن پاک کو سچ جانتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ اللہ کے اس کلام (انما المومنون اخوۃ) پر عمل نہیں کرتے اور کرتے بھی ہیں تو مثل برادران یوسف علی نبینا وعلیہ السلام کے آپسمیں محبت و یکدلی و یکجہتی بہت ہی کم اور حسد و بغض کا زہریلا اثر زیادہ تر پایا جاتا ہے۔ شیطان مردود جو خدا سے وعدہ کر چکا ہے (لاقعدن لہم صراطک المستقیم) آپسمیں ان بھائیوں کو جنکو خدا نے بھائی بنایا ہے بہت ہی مقدس لباس میں آکر نفاق ڈالنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور جسطرح ہمارے باپ آدم کو اسکے مکر و فریب میں آگئے تھے ویسا ہی ہم لوگ بھی اسکے دھوکہ میں آجاتے ہیں اور نفاق جو ہر حالت میں بہت ہی مذموم صفت ہے اُسکو مقدس لباس پہناتے ہیں۔ وہ مقدس لباس کیا یعنے مذہبی مقدس لباس جہاں کہیں سُنیے سُنی و شیعہ مقلد و غیر مقلد کے جھگڑے یہانتک کہ غیر مقلد مقلدوں کو مشرک کہتے ہیں (ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء) گویا کافر سے بھی بدتر۔

سخت افسوس ہے کہ صرف امام صاحب کی تقلید کرنے پر وہ مشرک کہدیتے ہیں اور ایک اجہل شخص جسکو یہ نہیں معلوم کہ فرض ترک کرنے سے کیا عائد ہوتا ہے اور حدیث کسکا نام ہے۔ وہ بھی اپنے کو عالم بالحدیث کہتا ہے اور اعظم صاحب کا نام آتے ہی فحش گالی دیتا ہے اگر کوئی شخص کسیکو گالی دیتا ہے تو اُسکو کسقدر تکلیف ہوتا ہے اور فوجداری میں نالش بھی ہوتی ہے۔ غرضکہ دنیا بھر کے بکھیڑے ہوتے ہیں۔ آپ ہی انصاف کیجئے کہ اگر کوئی غیر مقلد امام صاحب کو گالی دے تو مقلد کے دل پر کیا نہ کچھ صدمہ گزریگا اور یہی وجہ ہے کہ روز بروز مذہبی تنازعات بڑھتے جاتے ہیں۔

شمس التواریخ اس تاریخ میں مہر سپہر رسالت جناب خاتم النبیین شفیع المذنبین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلعم کے چند پشت پہلے سے لیکر تا زمانہ خلفائے راشدین مفصل حالات متعدد مستند کتب سے اخذ کرکے درج کئے ہیں مصائب و شدائد معجزات غزوات۔ سرایہ جنگ جدال بایں شرح و بسط تحریر کئے ہیں کہ ہر موقع و معرکہ کا نقشہ ہو بہو پیش نظر ہو جاتا ہے۔ سرزمین عرب کا جغرافیہ اس طریق سے لکھا گیا ہے کہ سیاحان عازمان حج کے لئے رہبر کامل کا کام دیتا ہے۔ جابجا نقشہائے رنگارنگ ضروری مقامات کے مناظر دکھلاتے ہیں۔ علاوہ ازیں جہاں جہاں تیر اسلام چمکا ہے مثل چین ہا چین روم و یونان۔ اندلس ہندوستان وغیرہ کی شرح کیفیت سوہانکی تمدنی حالت کے بیان کیجائیگی۔ جس سے یقین ہے کہ پھر دوسری تاریخ کے دیکھنے کی ضرورت نہ رہیگی۔ تاریخ مباحثہ وغیرہ سے بالکل پاک وصاف ہوگی۔ اگرچہ وقت اختتام کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا لیکن امید ہے کہ قلیل مدت میں کثیر سرمایہ تاریخ اسلام کا فراہم ہو جائے گا جس سے کہ زبان اردو ابتک محروم ہے۔ تاریخ ہذا کے پانچ جزو ہر مہینہ میں بقیمت ۱۲ر محصول ڈاک خریدار کو بھیجے جایا کرینگے ستمبر ۱۹۰۶ء سے پانچ جزو ماہوار ہ جاتی رہیں۔ صاحب فرمایش کو اس وقت تک کی تیار شدہ لجنا پکمشت بھیجی جاوینگی تاکہ ولیو کے کمیشن کی کمی ہو جاوے اور آئندہ سے پانچ جزو ماہواری ۱۲ر میں ایڈیٹران اخبار و رسالجات وغیرہ اسکے بتلاوہ میں گے جاہیں اشتہار شائع کرکے اپنا پرچہ بھیجکر منگا لیا کریں۔ بشرط تفاوت قیمت تاکہ طرفین کو نقصان نہ ہو ۴ جزو تیار ہو چکی ہیں۔ تقطیع ۲۰ + ۲۶ کاغذ ولایتی۔ چھپائی دلکھائی اعلےٰ درجہ کی ہے۔ اسکی تعریف میں صرف اسقدر لکھنا کافی ہے کہ بصورت ناپسندیدگی واپس کر دیجئے۔ آٹھ جلد کی خریداری پر ایک جلد مفت دیجائیگی۔

المشتہر محمد سیف الدین و اسحٰق علی مطبع لامع النور محلہ گلابخانہ۔ آگرہ۔

خیر یہ ایک مسئلہ فروعات میں سے ہے اور اب ہمکو ضرورت اتفاق کی ہے اور (انما المومنون اخوۃ) کے لیئے صرف یہ دیکھنا کافی ہے کہ آیا وہ شخص اللہ کی وحدانیت اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور احکام قرآنی کو سچ جانتا ہے یا نہیں اگر سچ جانتا ہے تو بے شک اسکو دینی بھائی اور کلمہ (لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ) کا شریک سمجھنا چاہیئے اور پھر کسی شخص کے لیئے خیال پر کہ وہ شیعہ ہے یا سنی تقلد ہے یا غیر مقلد کسی قسم کی مخالفت نہیں کرنی چاہیئے اور وہ اخوت جو وحدہ لاشریک نے قائم کی ہے قائم رکھنا چاہیئے۔ انسان جب اپنی ہستی کیطرف خوض کریگا تو ضرور اسکو معلوم ہو جائیگا کہ وہاں نفسی نفسی کا معاملہ پیش آتا ہے اور نہ بیٹا بیوی نہ آشنا کوئی کام دیتا ہے۔ البتہ اپنے اپنے عقائد کام آتے ہیں پھر ہم سب یہ معلوم ہوتے ہوئے نااتفاقی کیوں کرتے ہیں سخت افسوس ہے کہ ہم کسی سے ایک ایسی امر میں عداوت رکھیں جسکا نقصان صرف اپنے قیام ذات ہی تک محدود رہے بعض بزرگوں کا قول ہے کہ جسطرح دنیا سے اصل دوستی ناپید ہے اسیطرح آپس کا اتفاق بھی ناممکن ہے کیونکہ تمام انسانوں کی طبائع اور اغراض مختلف ہیں اور جب اغراض مختلف ہیں تو ضرور ہے کہ ایک دوسرے کے مخالف ہوں یہ صحیح ہے یہاں شخصی اتفاق مقصود نہیں ہے بلکہ قومی اتفاق اور اس قومی اتفاق کو بھی ملاحظہ فرمایئے کہ جسوقت حضرت علی رض اور حضرت معاویہ رض کے آپسمیں جنگ جدال ہو رہا تھا اور شہنشاہ روم اس کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا اور اسنے وہ وقت غنیمت سمجھکر مسلمانوں کے مفتوحہ ممالک فوج کشی کا ارادہ کیا تو اسوقت حضرت معاویہ نے باوجود حضرت علی رض کے ساتھ سخت عداوت ہونیکے شہنشاہ کو یہہ خط بھیجا کہ "اگر تو نے مسلمانوں کے کسی ملک کے کسی حصہ پر فوج کشی کی تو یقین جانکہ پہلا شخص حضرت علی رض کیطرف سے جو فوج لیکر آئیگا وہ میں ہونگا" چنانچہ یہہ خط تاریخ میں بنحو یہہ موجود ہے۔ اور اسوقت مہذب ملکوں میں جو کچھ طاقت ہے وہ سب اتفاق ہی کی بدولت ہے اگر سچ پوچھا جائے تو اتفاق عجب چیز ہے۔ اتفاق کر کے جو کچھ کیا جائیگا وہی بہتر ہوگا خداوند پاک فرماتا ہے (وارکعوا مع الراکعین) یعنے اے مسلمانوں نماز پڑھو نماز پڑھنے والوں کے ساتھ۔ اس سے صاف مفہوم ہوتا ہے کہ جماعت کا اتفاق اللہ تعالیٰ کو بھی منظور ہے۔ اسلیئے نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنی واجب ہے۔

ایک ناچیز رشتہ گیارہ جو تنہا نہایت کمزور ہوتا ہے باہمی اتفاق سے ایسا قوی ہو جاتا ہے کہ بڑی سی بڑی قوت کا مقابلہ کرتا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے کہ ایک سوت کی موٹی رسی بڑے سے بڑے قوی ہیکل ہاتھی کا مقابلہ کرتی ہے انسان کیا بلکہ شیر و شرزہ کی بھی اسکے سامنے کوئی حقیقت نہیں اور اگر اسکی اصلیت کیطرف نظر کیجائے تو صاف ظاہر ہوگا کہ چند باریک کچے سوت کے تاگوں کی بٹی ہوئی ہے۔ اور ان تاگوں کی یہ حالت ہے کہ ذرا سے ہولے کے جھونکے میں ٹوٹ جاسکتے ہیں مگر کیا ہے چونکہ وہ آپسمیں ملے ہوئے ہیں اور انکو اپنی قوت میں پوری دستگاہ حاصل ہے پس اس مجموعی قوت کے بارے میں جامی علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

دو دل یک شو بشکند کوہ را + پراگندگی آرد انبوہ را

اے مسلمان بھائیو ہمکو کیا ہو گیا ہے کہ ہم ایسے منصف برٹش گورنمنٹ کے زیر سایہ بھی اتفاق سے بسر نہیں کرتے۔ کب تک اس تاریکی میں پڑے رہیں گے۔ سنی و شیعہ کے اتفاق کا بیڑہ ندوۃ العلماء نے اٹھایا تھا اور ہر گروہ کے علماء شریک ہونے لگے تھے لیکن سخت افسوس ہے کہ ہمارے یہاں کے علماء رہنے اسکی تائید میں شروع کردیں اور نہیں تردیدوں کیوجہ سے ہر گروہ کے جہلا کو موقع ملتا ہے اور مذہبی تنازعات روز بروز بڑھتے جاتے ہیں۔ میری ناچیز رائے یہ ہے کہ ہر فریق کے علماء ندوہ کو ترقی دیں اور ہر ایک اخبار کے مسلمان ایڈیٹر کو چاہیئے کہ مضمون اتفاق کو ہمیشہ لکھتا رہے اور ہر مسلمان مدرس کو چاہیئے کہ جماعت طلبہ میں اتفاق کی خوبیاں بیان کرے اور یہی احسن طریق ہے۔ کیونکہ ہر گروہ کے طلبہ تعلیم پاتے ہیں اور یہیں سے اگر اتفاق کی بنیاد ڈالی گئی تو انشاء اللہ چند روز میں ضرور مستحکم ہو جائیگی اے مسلمانو آپکی پھوٹ نے ابھی نہیں ہوشیار ہو جاؤ اسی پھوٹ کیوجہ سے ملک برباد ہو گیا قومیں تباہ ہو گئیں۔ ؎ بہ ہوئے جوروئے دیدہ تر پھوٹ پھوٹ خوب + ای جنبش مژہ نہیں آپس کی پھوٹ خوب +

کی مصلحت کے بارے میں

اصل قبول اگر کسی کو دعوی تواتر ہو

متواتر کو یاد رہنا چاہیئے کہ

متعقدہ کے مطابق ملا صاحب یعقوم وہ

شخص ہیں جنہوں کی آمد دورہ

انگریزی و اکثروں کی مخالفت آبادی قوم

کی نسبت کہی۔ ڈاکٹر کو کی آبادی قوم

وبا کی بیماری کی وجہ تو اپنے مخالف

صاحب اتفاق ظاہر

تحید آبادی اسلامی کیا ہاشمی اور

علما کا مکہ کیلا صاحب کیا کیلا

پیروی نہ ہو گی اس شدید کے

ساتھ مخالفین ان کی تردید کریں

ملا صاحب کی تردید کریں

جماعت پلیگ کا الزام قائم

کرنے میں دو حقیقت آپ

نظم دیکھو کیا اثر

راقم آثم

عبدالرحیم

ایڈیٹر وکیل حیدرآباد دکن

۱۵ مئی سنہ ۱۹۰۷ء

اب بھی ہوش میں آؤ اور رہی سہی عزت کو بچالو اور یہ تعمیر اتفاق کی ناممکن ہے۔ ؎

تہمے کہ بسیار مشکل بود + بزرق و مدارا تواں ساختن + تواں ساخت کاری بہ نیرنگ و فن + کہ نتواں بہ تیغ و سناں ساختن

خدا ہمارے دینی بھائیوں (ایڈیٹر صاحب اخبار وکیل و جناب ایڈیٹر صاحب اخبار جبل المتین) کو جنہوں نے سنی و شیعہ و مقلد و غیر مقلد کے اتفاق کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ اپنے دلی ارادوں میں کامیابی کرے اور انکی سعی مشکور ہو۔ آمین ثم آمین۔ وہو حسبی ونعم الوکیل۔

حیدرآباد دکن مقدمہ ملا عبدالقیوم صاحب

آج ۵ مئی کو یہ مقدمہ نظام کمیشن کے روبرو پیش ہوا جسمیں مفصلہ ذیل اشخاص موجود تھے۔ نواب عماد جنگ بہادر فنانشل سکرٹری۔ پریزیڈنٹ۔ رائے مرلی دھر صاحب ممبر اوف دوینیو بورڈ۔ بخشی رگھوناتھ پرشاد صاحب۔ جج ہائیکورٹ ممبران۔ مسٹر مترا۔ مسٹر اسٹیونس بمنجانب ڈاکٹر لاری پریزیڈنسی سیول سرجن۔ لفٹنٹ کیلی میٹری افسر۔ پیروکار منجانب سرکار۔ مسٹر پیاری لال بیرسٹر مولوی فدحسین خاں وکیل مولوی محمد ابراہیم خاں وکیل پیروکار منجانب ملا عبدالقیوم صاحب۔ مسٹر مترا نے درخواست کی کہ اکثر اظہارات مقدمہ کا ہنوز ترجمہ نہیں ہوا۔ اسواسطے تاریخ بڑھنی چاہیئے۔ (حالانکہ اردو کاغذات کا ترجمہ انگریزی میں کرلیا گیا ہے اور پھر انگریزی سے اردو میں ترجمہ کرنیکی مہلت مانگی گئی چنانچہ اسی بنا پر ستایس سو کاغذات کی تعداد بتلائی گئی جن میں سے محض ستائیس کاغذات قابل ترجمہ برآمد ہوئے اور کمیشن نے کاغذات کا حصر کرنا چاہا تو مترا نے گھبرا کر مختلف طور پر کبھی کبھی کاغذات کا گم جانا اور کبھی بعض کاغذات کی تلاش و پیش کرنے کا وعدہ کیا) اسپر دو ہفتے کی مہلت منظور ہو کر تاریخ تبدیل کیگئی۔ سب سے بڑا دلچسپ سوال جو آج پیش ہوا وہ یہ تھا کہ اس مقدمہ میں مدعی کون ہو۔ پیاری لال وکیل مدعا علیہ کے سوال پر مسٹر مترا نے یہ کہا کہ مجھکو کچھ معلوم نہیں کہ مدعی کون ہے۔ میرے پاس کاغذات موجودہ سے اسکا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ نہ کبھی اسمعاملہ میں سرکار سے ہدایت لینی ہوگی۔ اسپر نواب عماد جنگ سمجھانے لگے کہ آپکو تقرر وکیل کا کوئی حکم ملا ہوگا۔ سمجھکر کہسکتے ہیں۔ یہ حکم بھی مترا کے پاس نہ تھا پیاری لال وکیل مدعا علیہ نے وہ مراسلہ جو مولوی عزیز مرزا صاحب نے حسب الحکم سرکار بنام ڈاکٹر لاری لکھا تھا پیش کیا اور یہ تقریر کی کہ ہمیں حکم ہے کہ لارپصاحب کمیشن کے سامنے اپنی شکایت پیش کریں اور مترا پیروکار رہینگے۔ اب کمیشن نے کوئی توجہ نہیں کی اور خود ہی یہ فیصلہ کیا کہ مترا منجانب سرکار پیروکار ہے۔ اسواسطے سرکار ہی کو مدعی سمجھنا چاہیئے۔ حالانکہ نہ کسی فریق کا جواب قلمبند کیا گیا اور نہ کوئی کاغذات دیکھے۔ نفس معاملہ یہ ہے کہ ڈاکٹر لاری شاکی ہیں کہ احکام سرکاری کی تعمیل ملا عبدالقیوم صاحب نے نہیں کی ملا عبدالقیوم صاحب نے ڈاکٹر لارپصاحب پر متعدد تحریرات کے ذریعہ سے الزامات قائم کئے ہیں کہ خلاف دستور العمل و احکام سرکاری عہدہ داران طاعون نے رعایا پر سختی کی۔ اب پبلک اسکا تصفیہ کرسکتی ہے کہ مدعی کون قرار پاتا ہے اور کمیشن کو پہلے یہی کرنا چاہیئے تھا۔ اگر فریقین کے بیانات قلمبند کر کے تصفیہ کرتے تو کمیشن کی بیدار مغزی متصور ہوتی۔

سسٹر مترا کے جواب سے ناظرین کو کہیں یہ ہو کہ مقدمہ ہفتہ عشرہ سے دایر ہے اور سواسطے سرکاری پیروکار کو جلدی میں تیاری کا موقع نہیں ملا اور وہ یہ بھی نہیں سمجھ سکا کہ اسمقدمہ کا مدعی کون ہے۔ یہ مقدمہ قریبا چھ ماہ سے دایر ہے اور تین ماہ سے کمیشن کو پیش ہے۔ مسٹر مترا ابتدا سے اسکے پیروکار ہیں۔ دو اجلاس اس سے پیشتر ہو چکے ہیں۔ ایہ تیسرا اجلاس ہی جو آج منعقد ہوا تھا۔ بانی مبانی اسمقدمہ کے ڈاکٹر لاری ہیں۔ جنہوں نے گورنمنٹ انڈیا اور گورنمنٹ نظام کو ملا صاحب کی شکایت مزاحمت پلیگ (طاعون) کی نسبت کی تھی۔ ملازمان پلیگ لوگوں پر سختی کرتے ہیں اور ملا صاحب غریب رعایا کو وصیت الٰہی سمجھکر بپابندی قوانین اس سے انکو بچانا چاہتے تھے۔ ملا صاحب کی اس سعی سے ملازمان پلیگ کا وہ بیشمار روپیہ جو سختی کرنیکا موقع نہیں ملا۔ سنا گیا ہے کہ سال گذشتہ یہ شکایت پیش ہو کر بعد اخذ جواب ملا صاحب تصفیہ بھی قطعی طور پر ہو چکا تھا مگر شکایت پیش کیگئی ہے۔ رپورٹ کرتیوقت ڈاکٹر لاری کو غالبا یہ خیال تھا کہ صرف انکا مجرد بیان قابل یقین سمجھکر قطعی حکم صادر ہو جاویگا اور اسیواسطے رپورٹ سے پیشتر نہ کوئی ثبوت بہم پہونچایا اور نہ پیروکار سرکاری کو آجتک کوئی تلقین کی اور پھر کمیشن مقرر ہونے اور اسکے دو دفعہ جلوس کرنے پر بھی حاضری کی تکلیف گوارا نہ کی یہ سمجھکر کہ شاید باتوں ہی باتوں میں معاملہ انکے حسب منشا طے ہو جائے یا یہ کہ مدعا علیہ کو ہر طرح سے لگا لپیٹ اٹھانیکا موقع ملے لیکن جب دو ہر سے ملا صاحب پوری مستعدی کے ساتھ جوابدہی کو حاضر ہوئے اور کمیشن کی طرف سے ثبوت دعوی اور پیروان مقدمہ کی طلبی کا اصرار ہوا۔ اور نواب مدار المہام کیطرف سے بھی یہ حکم ہوا کہ بصورت...

مختلف خبریں

نوشہرہ درگائی لائین دریا اٹک پر سے گذری ہے۔ پل پر گو صرف چار لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔ لیکن پل کی تعمیر ابھی ملتوی رکھی گئی ہے۔ آمدنی شروع ہونے پر اسکے متعلق غور کیا جائیگا۔ لائین تیار ہونے پر سواریوں کو ریلوے سفر سے مانوس اور اسکی آسایشوں سے مطلع کرنے کے لئے غالباً یکدو ہفتہ سواریوں سے کچھ کرایہ نہیں لیا جائیگا۔

گورنمنٹ مصر نے واپس آنے والے حاجیوں کے لئے سخت قواعد نافذ کئے ہیں۔ حاجیوں کے جہاز صرف ٹکو نہر سویز سے گذر سکیں گے۔ رات کو جہاں وہ لنگر انداز ہوں فوج انکی نگرانی کریگی۔ جہازوں کے ساتھ جنگی جہاز رہیں گے۔ اگر کوئی حاجی بھاگنے کی کوشش کرے تو اسپر گولیاں چلائیں۔ وجہ اس تشدد کی یہ بتائی جاتی ہے کہ بحیرہ قلزم کے بنادر اور حجاز میں طاعون عرصہ سے بشدت پھیلا ہے۔ مگر ترکی حکام نے اسے ابتک مخفی رکھا۔ مگر کیا وہ عیسائی و یہودی ڈاکٹر جو مجلس حفظان صحت کیطرف سے ان بنادر میں رہتے ہیں مر گئے تھے۔ کہ ترکی حکام اخفا میں اتنا عرصہ کامیاب رہے۔ اصل وجہ اسکے سوا کچھ نہیں ہو سکتی کہ خود بدولت بہانہ بسیار۔

سلطان مراکو نے بقول الجزایری اخبارات نخلستان توات و اگلی سے فرنچ قبضہ اٹھوانے کے لیے مراکو کے قریب بیس ہزار بخوبی مسلح فوج جمع کردی ہے۔ اور مزید فوج بھیج رہا ہے۔

شمالی امریکہ کے صوبہ الاسکا میں کنونڈ ایک سے جانب غرب ایک وسیع قطعہ ایسا معلوم ہوا ہے جسکی سطح پر ہی سونے کے ذرے اور ڈلیاں بکثرت تمام ریت میں ملی ہوئی ہیں۔ یہ قطعہ سمندر کے قریب واقع ہونے کی وجہ سے سال میں کئی مہینے پانی میں غرق رہتا ہے۔ پچھلے موسم گرما میں وہاں صرف چند مہاجنیان زر پہنچے اور انکو یومیہ بالاوسط آٹھ سو روپیہ کا سونا ملا۔ اس موسم گرما کے تین مہینوں میں چھ کرور روپیہ کا سونا ملنے کی توقع ہے۔ تقریباً اسی ہزار مزدور وہاں جانے کے لیئے مارچ کے آخیر میں امریکہ کے مغربی بنادر میں جمع تھے۔ کئی متمولوں نے بڑی بڑی کلیں بھیجی ہیں۔ اسپر غالباً ہاتھ سے کام کرنے والے مزدوروں و متمولوں میں کشت خون ہو جائے چونکہ یہ علاقہ سمندر کے نیچے چلا جاتا ہے۔ امریکن گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ کسی کی ملکیت نہیں۔ جو پہنچ جائے۔ اور جہاں کھڑا ہو جائے۔ اُس جگہ وہ ڈیرہ گز کے قطر میں جبتک سکت رہے۔ کام کر سکتا ہے۔ جب تھک کر بیٹھ جائے تو اسکا حق زائل ہو گیا۔ امریکن گورنمنٹ نے قیام امن کے لیے بارہ سو سپاہی اور دو جنگی جہاز اسپر بھیج دیئے ہیں۔ یہ قطعہ سو میل لمبا اور جب سمندر اترا ہو تو چالیس میل عریض ہے۔ جہاں پانی ہمیشہ رہتا ہے۔ غالباً اسکی تہ میں بھی سونا اسی نسبت سے موجود ہوگا۔ اس نئے کھیت کی دریافت سے سونے کی پیداوار میں یقیناً بہت اضافہ ہو جائیگا۔ مگر یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس اضافہ سے سونے کی قیمت پر بھی کچھ اثر پڑیگا یا وہ بدستور قائم رہیگی۔ ۱۸۸۸ء میں دنیا میں سونے کی سالانہ پیداوار دو کرور بیس لاکھ پونڈ کی تھی۔ اب چھ کرور پونڈ کی ہے۔

سیلون کے نومسلم موقوف شدہ سولیٹن مسٹر عبد الحمید ڈی سیوریرنے ایک لاکھ روپیہ ہرجانہ کے خارج شدہ دعوی کی اپیل پریوی کونسل میں کی ہے۔ یہ دعوی گورنمنٹ پر نادا جب موقوفی کی ہرجانہ کا کیا گیا تھا۔

منچکنگ کی مخلصی اور ۱۸ دن سالگرہ قیصر ہند کی خوشی میں ہندوستان کے تقریباً ہر شہر و قصبہ میں بلسی ہوئے ہیں۔ انجمن اسلامیہ گورداسپور اور کئی دیگر جماعتوں نے غربا کو کھانا کھلایا۔

لاہور کی برادری گلے زیاں نے اس دفعہ محرم میں تعزیہ نہیں نکالا۔ جس سے قوم کے ہزاروں روپیہ فضول برباد جانے سے محفوظ رہے۔ اسکا کریڈٹ انجمن گلے زیاں اور اسکے سکرٹری منشی فضل الدین صاحب قومی کتب فروش کو حاصل ہے۔ خدا کرے کہ سالہا سال آئندہ میں دیگر برادریوں کو بھی اس نیک نظیر سے فائدہ اٹھانیکی توفیق و سعادت نصیب ہو۔

جنوبی افریقہ کے محاربہ میں دیسی شاگرد پیشگان میں سے جو لوگ ہلاک ہونگے انکے خاندانوں کو دو سو سے لیکر پانچ سو روپیہ تک ماہوار پنشنیں دیجائیں گی۔ دو سو روپیہ بھی جنوبی افریقہ بھیجی جائینگے۔

گورنمنٹ ہند کے حکم سے جنوری سے بعد ابتک اڑھائی کرور روپیہ مضروب ہو چکا ہے۔ ایک کرور کے لیئے اب حکم ہوا۔ اس ساڑھے تین کرور روپیہ کے مضروب ہونیسے سرکار کو خالص ایک کرور کی بچت ہوگی کیونکہ ایک روپیہ میں چاندی دس آنہ سے زیادہ کی نہیں ہوتی۔

۲۸ مئی کو کامل سورج گرہن میکسیکو۔ پرتگال۔ الجیریا۔ ٹیونس اور مصر میں دکھائی دیگا۔ کئی شوقین ولایت سے اسے دیکھنے کے لیئے الجیریا گئے ہیں۔

موسم اس ہفتہ بھی مکدر اور متلون رہا ہے۔ مگر کسی جگہ کھل کر بارش نہیں ہوئی۔ یہ متفرق و بے وقت ترشح و تقاطر مایوسی دلانے والے ہیں۔

امریکہ سے ایک پادری قحط زدہ علاقوں کا دورہ کرنے کے لیے آیا ہے۔ ۲۰ مئی کو اُسنے سوا تین لاکھ روپیہ چندہ قحط فنڈ میں دیا۔ یہ رقم ایک ہفتہ میں امریکہ کے صرف ایک اخبار نے جمع کی تھی۔ اُسکا بیان ہے کہ صوبجات متحدہ سے کل ساٹھ ستر لاکھ روپیہ جمع ہونے کی امید ہے۔ اُسنے پہلے بمبئی کے متصل دوا دارو کاموں کو دیکھا جنمیں حاملہ عورتوں اور کمزور بچوں کو پتھر کی کوٹائی کرتے دیکھکر اُسے سخت رنج ہوا۔ تاہم وہ گورنمنٹ کی محض للہی فیاضی و دستگیری پر بیحد خوش ہوا ہے۔

کلکو کابل اور تراہ کیطرف اپریل میں بھی برف پڑی۔ باشندوں کا بیان ہے۔ کہ انکی عمر میں پہلے کبھی ایسا نہ ہوا تھا۔

کانپور کے بلوہ کا ذمہ دار نواب لفٹنٹ گورنر نے کم و بیش مقامی حکام سول سرجن اور پولیس کو ٹھیرایا ہے۔ مگر ساتھ ہی پولیس کو جبر و استحصال بالجبر کے الزامات سے بری الذمہ قرار دیا ہے۔

حیدرآباد کی مسجد جعفری کے بلوہ کا مقدمہ محمد حسین خانصاحب جج ہائیکورٹ کی عدالت میں جو اس مقصد کیلئے تحقیقات و تجویز کے لیئے خاص طور پر مامور کیئے گئے ہیں ابھی جاری ہے۔ گذشتہ شنبہ کو ملزمان کے وکیل مسٹر ڈالی اور جج میں ایک ضمنی معاملہ پر سخت تکرار ہوا۔ نواب اکبر جنگ سی۔ ایس۔ آئی کو توال نے جج کو خط لکھا تھا کہ حیدر بڑے آدمی ہی فساد کے بانی تھے۔ اور وہی اب ملزموں کو خواہ کسقدر خرچ آجائے سزا سے بچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پہر دوسرے خط میں مسٹر ڈالی کی مخالفت کی تھی۔ کہ وہ فضول سوالات سے مقدمہ کو طول دیگا اور وقت ضائع کریگا۔ اُسے ایسا کرنے کی اجازت نہ دیجائے۔ مسٹر ڈالی نے عدالت کو تحریک کی کہ کوتوال نے توہین عدالت کی ہے۔ اُسے سزا دیجائے۔ عدالت نے تسلیم کیا کہ کوتوال کو ایسے خط نہ لکھنے چاہئیں تھے۔ لیکن اس بنا پر کہ وہ بحیثیت افسر کنٹونمنٹ استغاثہ کی تائید کا حق رکھتا ہے۔ اور نیز غالباً توہین عدالت کے قانون سے ناواقف ہے۔ اُسپر توہین کا مقدمہ چلانے سے انکار کر دیا۔ مگر مسٹر ڈالی باصرار تمام آخر وقت تک یہی مطالبہ کرتا رہا۔ اور جوش میں آکر چند سخت الفاظ بھی کہ گدا۔ جنبر تعجب ہے کہ عدالت نے کیوں مواخذہ نہ کیا۔

ضلع گوجرانوالہ کے موضع نوکھر میں جو سخت جرائم پیشہ آبادی کا مرکز ہے۔ ۱۰ مئی کو پولیس اور ڈاکوؤں کے مسلح گروہ میں مقابلہ ہوا۔ جو آخر کار انا جلال الدین خانصاحب انسپکٹر کی دلاوری و شجاعت سے متصلہ جنگل میں گرفتار ہو گئے۔ تین ڈاکو زخمی ہوئے۔ انکا سرغنہ وریام سنگھ عرف گرا بھی جسکی کل علاقہ دھاک بیٹھی ہوئی تھی پکڑا گیا۔ گرفتار کنندہ جماعت میں انسپکٹر صاحب کے سوائے تین کنسٹبل جو رائفل اور دو کنسٹبل جو شمشیر سے مسلح تھے اور ۱۰ دیہاتی تھے جو لاٹھیاں اور برچھیاں رکھتے تھے۔

طاعون سے ہندوستان میں پچھلے ہفتہ صرف ۹۰۵ جانیں ضائع ہوئیں۔ ہفتہ ماقبل میں متوفیوں کی تعداد ۱۲۱۴ تھی۔ ضلع جالندہر و ہوشیارپور میں کئی دیہات کی اس بلا سے مخلصی ہو گئی ہے۔ مگر دو تین نئے مبتلا بھی ہوئے ہیں۔

سردار دیال سنگھ متوفی کی وصیت کے متعلق چیف کورٹ پنجاب کے اس فیصلہ پر کہ سکھ ہندو ہیں۔ خالصہ گرنتھی اخبار سخت چیں بجبیں ہو رہا ہے۔ لیکن جب انکا ایک مسلمہ مذہبی مقتدا آنریبل بابا کھیم سنگھ بیدی اور دوسری طرف مہاراجہ پٹیالہ ایسا دینوی لیڈر سکھوں کو ہندو بتاتے ہیں۔ اور عوام سکھ بھی اپنے آپکو ہندو کہتے ہیں اور ہندوؤں سے انکے رشتے ناطے بلا تکلف ہو رہے ہیں تو خالصہ یا اسکے چند ہمخیالوں کی رائے کو بظاہر ہم

وزیرآباد کے قریب ۲۲ مئی کو سرحدی ڈاک لوٹ لیگئی اور ۲۳ کی صبح کو کجھدی کے قریب ایک بکٹ سے تین بالٹیاں ۴۴ کارتوس ۴ دیپٹیاں۔ ایک سنگین چھین لیگئی۔ ایک دیسی سپاہی سخت زخمی ہوا۔

اسلامی خبریں

فہرست زر چندہ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے لئے جو دفتر وکیل میں موصول ہوا

میزان مندرجہ اخبار وکیل مورخہ ۱۴ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۴

مولوی عبدالقادر صاحب شیرامام محلہ میکریاں۔ دنیادروازہ۔ جہانسی ۸ر

ایچ سی امیر محمد خان صاحب غلزئی۔ ریوٹی۔ ضلع بلیا ۸ر

میاں مغلباز صاحب پے سوار ترپ نمبر اول رجمنٹ گائیڈ۔ جہاؤنی مردان۔ ۴ر

میزان کل سماہ ۱۵ر

بابعالی امریکہ کے تنازعہ کے متعلق اس ہفتہ کی ولایتی ڈاک میں متضاد خبریں موصول ہوئی ہیں۔ ایک خبر کا ماحصل ہے کہ بابعالی نے امریکہ کو جواب دیا ہے کہ اسکے مطالبہ ہرجانہ پر علیحدہ غور نہیں ہوسکتا۔ دوسری طاقتوں کے ساتھ ملکر مطالبہ پیش کرے جسکو دوسرے لفظوں میں صریح انکار سمجھا گیا ہے کیونکہ دوسری طاقتوں کو عرصہ ہوا صاف جواب ملچکا ہے۔ اس جواب سے امریکن گورنمنٹ کو سخت آزردگی ہوئی ہے۔ اور اگرچہ وہ عملی دباؤ یا بیڑہ بھیجنے کا مطلقاً ارادہ نہیں رکھتی۔ تاہم یہ سوچ رہی ہے کہ انکار کے قائم رہنے کی صورت میں کیا سلطنت عثمانیہ سے سفارتی تعلقات کو منقطع کردینا مناسب ہوگا۔ دوسری خبر ہے کہ بابعالی اس مطالبہ کے تصفیہ کے لئے یہ تدبیر سوچ رہا ہے کہ امریکہ سے ایک جنگی جہاز بنوائے۔ اور زر مطالبہ کو بھی اسکی قیمت میں شامل کرکے ادا کرے۔ تاکہ دوسری طاقتوں (انگلستان۔ فرانس اور اٹلی) کو اپنے اپنے مطالبات ہرجانہ کے پیش کرنیکا بہانہ اور موقعہ نہ مل سکے۔ چنانچہ اسی غرض سے نائب امیر البحر احمد پاشا کو واشنگٹن جانیکا حکم دیا گیا ہے۔ ترکی اخبارات کا بیان ہے کہ پاشاء موصوف ترکی کارخانہ کی ترمیم و اصلاح کے لئے امریکہ کی صنعت جہاز سازی کو دیکھنے اور امتحان کرنے گئے ہیں۔

بغداد قونیہ ریلوے کا اجارہ جرمنوں کو ملنے کی دیر تھی کہ دیگر رقیبوں کو ترکی کے ستانے کے لئے خاصہ بہانہ ملگیا۔ سب سے اول روس نے اپنے فرضی حقوق پیش کئے۔ اور آخر یہ عہد لیکر رہا کہ شمالی ایشائی روم میں اوسکے سوا کسی اور طاقت کو ریلوے تعمیر کا اجارہ نہیں دیا جائیگا۔ اسکے بعد فرانس کی نوبت آئی۔ اور اسنے شام کیطرف ایسی ہی استحقاق کا مطالبہ کیا۔ جسمیں بقول ٹائمز وہ بھی کامیاب ہوگیا ہے۔ اسکا بیان ہے کہ بابعالی نے فرانسیسی ریلوے لائن از بیروت تا دمشق کی توسیع حماۃ تک منظور کرلینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور ساتھ ہی سرکاری کفالت کی مقدار فی کیلومیٹر اڑھائی ہزار فرنیک بڑھا کر ۱۵ ہزار فرنیک کردی ہے۔ جسکا صاف لفظوں میں یہ دعا ہے کہ اگر کمپنی کو فی کیلومیٹر اسقدر سالانہ آمدنی نہ ہو۔ تو جسقدر کمی ہوگی ترکی گورنمنٹ ادا کرے گی۔ یہ سب ایک اس غلطی کے نتائج ہیں کہ بغداد ریلوے کا اجارہ غیروں کو دیا گیا۔ یہ درست ہے کہ لائن مذکورہ کی تعمیر ملکی و فوجی دونوں باعث ملحوظات کیوجہ سے بہت ضروری تھی۔ اور کہ اسکی تعمیر کے لئے ترکی گورنمنٹ کے پاس روپیہ موجود نہیں تھا۔ اور نہ غالباً اسقدر روپیہ جو تعمیر کے لیے مطلوب ہوتا بآسانی قرض ملسکتا۔ لیکن یہ ممکن تھا کہ اگر قومی سرمایہ کے فراہمی کی کوشش کیجاتی تو شاید وہ باور ہوجاتی۔ اور اگر ہمیں کامل کامیابی نہ ہوتی۔ تو بھی اسقدر تو ضرور ہوتا کہ سرمایہ مطلوبہ کا کچھ نہ کچھ حصہ بہم پہونچ جاتا۔ باقی کمی کو ترکی گورنمنٹ اُن وسائل سے پورا کرنے کی کوشش کرتی۔ جنسے اب دمشق حجازہ لین کی تعمیر میں کام لیا جائیگا۔ یا جنسے لارڈ کچنر نے خرطوم ریلوے اور روس نے ایشیائی ریلوے لائنوں کی تیاری میں کام لیا۔ دولت صرف روپیہ کو نہیں کہتے۔ محنت بھی دولت یا دولت کا بدل ہے۔ اور اسکی ترکی گورنمنٹ کے پاس کوئی کمی نہیں۔ ریلوے تعمیر کے لیے جسقدر روپیہ مطلوب ہو۔ اسکا صرف کچھ حصہ آلات و سامان کی خرید پر خرچ ہوتا ہے۔ زیادہ رقم محنت کے معاوضہ میں صرف ہوتی ہے۔ ترکی کو کئی لاکھ سپاہ ہر وقت چھاؤنیوں میں جمع رکھنی پڑتی ہے۔ جنکو خواہ نقد تنخواہ ملے یا نہ ملے۔ کھانا لازمی طور پر بہم پہونچانا پڑتا ہے۔ مگر معمولی مشق و قواعد اور پریڈ کے سوائے انہیں کام کچھ نہیں دینا پڑتا۔ انکے نصف حصہ کو فوجی ضروریات کے لئے ریزرو رکھکر اگر نصف سے بھی تعمیر ریلوے کا کام لیا جائے تو دو ڈھائی لاکھ مزدور سفت ملجاتے ہیں۔ یا سلیقہ و ہنر محنت یعنی انجنیر وغیرہ بھی معقول تعداد میں فوجی انجنیروں سے بہم پہونچ سکتے ہیں۔ اس محنت کو ترکی گورنمنٹ بلا اجر ذمہ لے سکتی تھی۔ خرید آلات کے لئے جسقدر روپیہ مطلوب ہوتا وہ یقیناً قوم سے ملجاتا۔ سرمایہ کا جسقدر حصہ ان مختلف کاموں پر خرچ ہوتا ہے۔ میصر اسکی تعیین تقریباً پوری صحت سے کرسکتے ہیں۔ پس محنت اور زمین کی مالیت کے مطابق خود گورنمنٹ لائن کے سرمایہ میں حصہ دار ہوجاتی۔ اور اسطرح دوسروں کے روپیہ اور سرکار کی انتظام محنت سے یہ کام بآسانی بر ستکمیل پہونچ جاتا۔ اور کسی فریق کی بھی حق تلفی نہ ہوتی۔ خرطوم ریلوے اسی لئے بہت جلد اور نسبتہً کم خرچ پر تیار ہوئی کہ فوج سے اسکی تیاری میں مدد لیگئی۔ روس سائبیریا اور وسط ایشیا میں اسی تدبیر سے ہزاروں میل ریلوے بآسانی تیار کرسکا ہے۔ اس نے خیال کیا کہ ان لاکھوں سپاہیوں کو بیکاری میں یہی کھانا اور تنخواہ دینی ہے۔ کیوں نہ انسے یہ کام لیا جائے۔ جس سے ساتھ ہی یہ فائدہ بھی مرتب ہوگا کہ بیکاری و آرام طلبی سے سپاہ کمزور اور جفاکشی کی غیر معتاد نہ ہونے پائیگی۔ ممکن ہے کہ سلطان المعظم کو یہ تدبیر اجارہ عطا کرنے وقت سوجھی ہو۔ یا اگر سوجھی ہو تو حالات نے اب یہ خیال فرمایا ہو کہ یہ کام فوج کے حصہ کثیر کو اسپر لگائے بغیر مناسب عرصہ میں ختم نہیں ہوسکیگا۔ اور سلطنت کی پولٹیکل حالت ایسی مامون نہیں کہ سپاہ کے زیادہ حصہ کو خالص جنگی کام سے جداکر کے کسی اور کام پر لگا یا جائے۔ ممکن ہے کل ہی کسی دشمن سے جنگ درپیش ہوجائے۔ اور اسوقت اگر فوج کو اس کام سے ہٹایا جائے تو جسقدر محنت اسپر صرف کیگئی ہو وہ ضائع جائیگی۔ فوج کی فراہمی کی نظام میں جو خلل پڑے گا وہ علیحدہ رہا۔ اور اگر نہ ہٹایا جائے تو سلطنت کی سلامتی مخدوش ہوتی ہے۔ مزید برآں یہ بھی ممکن ہے کہ ترکی فوج میں ابھی احکام کی قابلیت رکھنے والے سپاہی اور انجنیر کافی نہ ہوں۔ بہرحال خوشی کا مقام ہے کہ اس تدبیر کی آزمایش جلالت مآب نے شروع کردی ہے۔ دمشق سے مکہ معظمہ تک ٹیلیگراف لائن ہی نہیں بلکہ ریلوے بھی زیادہ تر فوجی سفر مینا پلٹن سے تیار کرائی جائے گی ٹیلیگراف لائن کا اہتمام دمشق کے ایک نامور و جوان ہمت محب وطن صادق پاشا المؤید خاندان السلطان المعظم کے نونہال کے سپرد کیا گیا ہے۔ اور کئی فوجی انجنیر اور چند سپاہی انکی ہمراہ کئے گئے ہیں۔ پاشا موصوف کی انتخاب کی غالباً یہ بھی ایک بڑی وجہ ہوگی کہ وہ افریقہ و عربستان کی عرب قبایل کے خصائص و عادات سے پورے پورے واقف اور انکو اپنے ڈھب پر لے آنیکی خاص قابلیت رکھتے ہیں۔ ۱۳۰۳ ہجری میں جلالت مآب نے انہی کو خاص سفیر بناکر امام محمد المہدی السنوسی کے پاس جنیوب بھیجا تھا۔ اور پچھلے برس بھی یہی بلند ہمت امام موصوف کے پاس جلالت مآب کیطرف سے افریقہ کے صحراء اعظم کو طے کرکے نخلستان کفرہ کے مقام جغبوب کو گیا تھا۔ اس دلچسپ سفر کے حالات وہ ترکی اخبارات میں شائع کررہے ہیں۔ جنکا خلاصہ وقتاً فوقتاً ناظرین کے مطالعہ کے لئے اخبار میں درج کیا جاتا رہیگا۔ کل سامان مطلوبہ بندر بیروت کے راستہ یورپ سے دمشق پہونچگیا ہے۔ موجودہ سلسلہ مقام سلط میں جو دمشق سے بجانب جنوب ہے ختم ہوتا ہے ستونوں کی مطلوبہ مقدار کا حصہ کثیر پاشا ممدوح اور دیگر شامی ادیبائے ہمت نے پیش کیا ہے۔ تمام مقدار مطلوبہ فراہم ہوچکی ہے۔ اور انپر روغن وغیرہ ہوچکا ہے۔ تارتانبی کی ہوگی۔ سلط سے لیکر مکہ معظمہ تک دس سٹیشن حاجیوں کی منازل میں بنائے جائینگے۔ مکہ معظمہ سے مدینہ تک بھی اس سلسلہ کو وسیع کرنیکا حکم نافذ ہوگیا ہے۔ تمام امورین کو معمول سے دگنی تنخواہ دیجائیگی۔ اور انکی آسایش حفظ و صحت کا کامل انتظام کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر۔ جراح۔ کمپونڈر اور ادویہ کی کافی مقدار جماعت کے ہمراہ ہے۔ نیز پانی صاف کرنیکا آلہ۔ جس کے ذریعہ سے ایک گھنٹہ میں آٹھ من صاف ہوسکتا ہے۔

ریلوے لائن کی تیاری کے ابتدائی انتظام بھی بڑی سرعت و مستعدی سے عمل میں لائے جارہے ہیں۔ چند قابل فوجی انجنیر پیمایش اور نقشہ کی تیاری پر مامور کئے گئے۔ اور پنجم جیش کے سپہ سالار مشیر جواد پاشا ہر روز چند گھنٹے اس کمیشن کے غور و مباحثہ میں شامل ہوتے ہیں۔ جو اس لائن کے متعلق دمشق میں قائم کیگئی ہے۔ ادھر کئی افسر اور سپاہی خاص اسغرض کے لئے جرمنی بھیجے گئے ہیں کہ وہ ریلوے بنانیوالی فوجی پلٹنوں کے فرائض سے کما حقہ واقفیت پیدا کریں۔ تاکہ جب تک تمہیدی کارروائی ختم ہو۔ وہ چند مہینوں میں کامل

مہارت پیدا کرکے واپس آجائیں۔ اس سے یہ نتیجہ نہ نکال لیا جائے کہ اسوقت ترکی فوج میں ریلوے پلٹنیں موجود ہی نہیں نہیں وہ کئی برسوں سے قائم و مرتب ہو چکی ہیں۔ کسر صرف یہ ہے کہ انکی تعداد زیادہ نہیں جو کمی اعلیٰ حضرت کی توجہ ادھر مبذول ہو جانے سے اب تھوڑی ہی عرصہ میں بالکمل وجوہ پوری ہو جائیگی۔ اور خدا نے چاہا تو وہ دن دور نہیں کہ آئندہ جولائن سلطنت عثمانیہ میں تیار ہوگی۔ انکی بنا نیوالی یہی پلٹنیں ہونگی۔ اور روس کا یہ استحقاق کہ اسکے بغیر کسی غیر تعمیر ریلوے کا اجارہ نہ دیا جائیگا خود سلطنت کے تعمیر ریلوے پر قادر ہو جانے سے حرف غلط کی طرح مٹ جائیگا۔ غالب قیاس ہے کہ یہ لائن جو دمشق سے جانب جنوب مزیریب سے شروع ہوگی۔ بالآخر مین تک بڑھا دیجائے گی۔ اور یہی خواہان دولت کی تمنا جسے وکیل نے سب سے اول دسمبر ۱۸۹۵ء میں ظاہر کیا تھوڑے عرصہ میں جسکی انکو مطلقاً توقع نہ ہو سکتی تھی۔ باحسن طریق پوری ہو جائے گی۔

دولت آب کی توجہ حجاز و یمن کیطرف دن بدن زیادہ مبذول ہوتی چلی جاری ہی ہے۔ سلطنت کے دور افتادہ حصص کو باقی حصص سے متصل بنانے اور انکی اندرونی اصلاح کے ساتھ ہی انکو سلطنت کا مضبوط بازو بنانے کی سعی و کوشش بڑی سرگرمی سے جاری ہے۔ اسوقت تک ترکی بنادر کے درمیان بحری آمد و رفت کے لئے کوئی باقاعدہ انتظام نہ تھا۔ جلالت مآب کے حکم سے ادارہ مخصوصہ نے چھ دخانی جہاز اس کام کے لیئے خاص کر لیے ہیں۔ کہ بحیرہ شام کے ترکی بنادر سے براہ نہر سویز بحیرہ قلزم میں داخل ہو کر ہفتہ وار بنادر ینبوع و جدہ و حدیدہ ہوتے ہوئے عدن تک آمد و رفت رکھیں۔ انتظامی اصلاح کے علاوہ یمن میں فوجی استحکام بھی خاص اہتمام سے ہو رہا ہے تمام اہم موقعوں پر قلعے بنائے گئے اور چھاؤنیاں ڈالی گئی ہیں۔ اکثر خانہ بدوش قبائل کی مستقل رہائش کا بندوبست کیا گیا ہے۔ اور فوجی خدمت کو لازمی قرار دیکر بھرتی کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ فوجی خدمت کے قانون کی اس توسیع سے سلطنت عثمانیہ کی فوجی طاقت میں کئی لاکھ مسلم شجاع و جفاکش سپاہیوں کا اضافہ ہو جائے گا۔

ٹائمز کے حوالہ سے قسطنطنیہ کے طبی فوجی مدرسہ کے طلباء کی سرکشی کی خبر پہلے لکھی جا چکی ہے یہی اخبار مورخہ ۳ مئی رقمطراز ہے کہ پہلے بیس طلباء جاسوسوں کی مخبری پر گرفتار کیئے گئے۔ اور پھر بارہ اور۔ جن سبکو سلطنت کے دور دراز صوبوں میں جلاوطن کر دیا گیا ہے۔ یہ طلبا بقول اخبار مذکور خاندانی۔ خوش اطوار اور عمدہ تعلیم یافتہ تھے۔ یہ خبر خواہ غلط ہو۔ یا صحیح اسکی یہ روایت جو پچھلے ہفتہ درج کی گئی تھی بیشک درست ہے کہ کالج کا پہلا پرنسپل تبدیل کر کے اسکی جگہ رضا پاشا مقرر کیے گئے ہیں۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ آیا یہ تبدیلی ان واقعات کا نتیجہ ہے۔ یا اس تبدیلی سے ٹائمز کے نامہ نگار کو یہ قصہ جوڑنے کی سوجھی۔ ایک دوسرا اخبار لکھتا ہے کہ جلاوطنی

ٹائمز کا بیان ہے کہ اگرچہ بابعالی نے سالونیکا میں انگریزی ڈاک خانہ کھولنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا تھا۔ لیکن اسکے علی الرغم ڈاک خانہ یکم مئی کو کھول دیا گیا۔

اسی اخبار کا نامہ نگار وانیا سے لکھتا ہے کہ خدیو مصر اور انگریزی گورنمنٹ میں گذشتہ سال سے تعلقات نہایت دوستانہ ہو گئے ہیں۔ اس سے پہلے نوجوان خدیو کا میلان زیادہ تر فرانس کیطرف تھا۔ اور فرانس کو توقع تھی کہ وہ انگریزی عمل و دخل کو اپنے ملک سے اٹھائے بغیر آرام نہیں لیگا۔ یہ توقع محاربہ ٹرانسوال کے چھڑ جانے پر اور بھی مضبوط ہو گئی تھی۔ لیکن انکی امیدوں کے برخلاف اسکے دوران میں تعلقات بگڑنیکی بجائے بہت مخلصانہ ہو گئے۔

جزیرہ بورنیو کے شمالی حصہ مقبوضہ انگلستان میں مت صالح کے ایک اور رفیق مت ساطور نے علم بغاوت برپا کر دیا ہے۔ وہاں کی انگریزی فوج میں بھی زیادہ تر سکھ بھرتی ہیں۔

سلطان المعظم نے تمام صیغوں کے وزراء اور گورنروں کے نام تاکیدی حکم صادر فرمایا ہے کہ وہ آمدنی بڑھانے اور خرچ کم کرنے کی حتی الوسع کوشش کریں۔ تاکہ آمدنی و خرچ برابر ہو سکے۔ ایک انگریز نامہ نگار کا بیان ہے کہ اگرچہ یہ اصلاحات قرضہ داران نظام کی بدولت جو اسکے سود اور اصل کی بیباقی کے لیے ۱۸۸۱ء میں کیا گیا تھا ان بدن کم ہو گئی ہے۔ لیکن ویسے ہی متفرق قرضہ تخمیناً تین کروڑ روپیہ سالانہ کی مقدار میں بڑھ رہا ہے کیونکہ آمدنی جسے بالعموم ڈیڑھ کروڑ روپیہ سالانہ کم ہوتی ہے۔ جس کمی کو قرض لیکر پورا کیا جاتا ہے اور تقریباً اسی قدر ہر سال ملازموں کی تنخواہ کی بابت بقایا میں بڑھتی جاتی ہے۔ ترکی اخبارات کا بیان ہے کہ حکومت نے پنشن خواروں اور ملکی و فوجی ملازموں کی تنخواہوں کی باقاعدہ ماہوار ادائیگی کا بندوبست کر لیا ہے۔

استھنز پایہ تخت یونان کے بندرگاہ پائرس میں سلطان المعظم نے اپنی جیب خاص سے ایک قونصلخانہ اور اسکے متصل ایک جامع مسجد تعمیر فرمائی ہے۔

ممالک متصلہ سے صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ عیسائی و یہودی بھی اس کثرت سے بلاد عثمانیہ میں ہجرت کئے چلے آرہے ہیں کہ بابعالی نے ہدایات نافذ کی ہیں کہ جب تک ایسے لوگ کامل طور پر اپنی سابقہ حکومتوں سے قطع تعلق کر کے عثمانیہ تابعیت کو قبول نہ کر لیں انکو بلاد عثمانیہ میں آباد ہونے کی اجازت نہیں دیجائیگی۔ اس حکم سے مہاجرین کی تعداد میں کچھ کمی نہیں ہوئی۔

ٹرکی میں ایسے مقامات کے لئے جو ساحل یا ریلوے لائنوں پر آباد ہیں خطوط کے لیے چوتھائی قرش اور ایسے مقامات کے لیئے جو ملک کے اندر واقع ہیں نصف قرش محصول مقرر تھا۔ اب سب مقامات کے لیئے یکسان کیا گیا ہے۔

صیغہ ڈاک خانہ نے جدید اصلاحات کی ترویج کے لئے چھ لاکھ روپیہ قرض لیا ہے۔

بلاد شام سے ہر سال دس بارہ لاکھ روپیہ مالیت کی بھیڑیں اور دیگر چوپائے خوراک کے لیئے مصر جایا کرتی تھے مگر دو برسوں سے وبا بقریہ کی وجہ سے حکومت مصر نے شامی چوپایوں کی درآمد روکدی ہے۔ مختار پاشا نے ترکی تجارت کے اس نقصان کے دفعیہ کے لیے یہ تدبیر تحریر کی ہے کہ جن بنادر سے چوپائے آیا کرتے تھے۔ انمیں بیطاری ہسپتال قائم کیئے جائیں۔ اور جانوروں کے ساتھ بیطار بھی جہاز پر آیا کریں۔ اس سے اسکندریہ کی مجلس صحت کا اطمینان ہو جائیگا۔ اور ممانعت منسوخ ہو جائے گی۔ قرنطینہ کو ممالک مغرب میں ایک ایسی ٹل خیز سمجھا جاتا ہے کہ اسکی پابندی سے ادنے اعلےٰ کوئی مستثنےٰ نہیں ہو سکتا۔ خدیو کی والدہ مکرمہ کا ارادہ ۹ مئی کو اسکندریہ سے قسطنطنیہ جانیکا تھا۔ مگر جب آخر اپریل میں مقام پورٹ سعید طاعون کے ایکدو کیس ہو گئے تو وہ اس اندیشہ سے کہ کہیں ترکی بنادر میں مصر سے آنیوالیوں کے لئے قرنطینہ نہ مقرر ہو جائے یکم مئی کو ہی اسکندریہ سے روانہ ہو گئیں

مصر کا ایک امیر ناقابل بیان خست سے کام لیتا رہکر اپنے فرزند محمد علی پاشا کے لئے اسقدر جایداد چھوڑ گیا۔ کہ اسکی سالانہ آمدنی ۲۴ لاکھ روپیہ تھی۔ مگر پچھلے دنوں قسطنطنیہ میں جب ایک سوداگر نے اپنے قرضہ کی اجرا کرائی تو پاشا صاحب کی صرف چار تیلونیں تین لوپیاں اور چند قمیص قرق کرا سکا۔ باقی کل جایداد بیوی کی بیوی کے نام منتقل ہو چکی تھی۔ پاشا بدنامی کے مارے اسیدن یورپ کو روانہ ہو گیا۔

خدیو نے اپنے ترکی عملہ کو عربی عملہ کے ساتھ ضم کر دیا ہے۔

برلن میں افواہ ہے کہ روس و ایران میں قرضہ کے متعلق جو خفیہ معاہدہ ہوا ہے۔ اوسمیں ایک یہ بھی شرط درج ہے کہ روس کل قلمرو ایران کے جس حصہ سے اور جب چاہے اپنی فوج کو گذار سکیگا۔ اور کہ قاف اور فغانی سرحد کے درمیان کسی فوری جنگی مدعا کے لیئے نہیں بلکہ ضرورت کے وقت علی الفور کام دینے کے لیئے بیشمار روسی فوج جمع ہے۔ لیکن یہ امر کسیطرح تشویش بخش نہیں۔ جرمن اور آسٹریا کی سرحد پر بھی روس نے بیس برس سے کثیر التعداد فوجیں جمع کر رکھی ہیں۔ مگر انسے ابتک کچھ کام نہیں لیا گیا۔

سلطان المعظم نے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کے بالوں میں سے جو قصر سلطانی کے تبرکات میں شامل ہیں ایک بال اُس مسجد میں بطور تبرک رکھی جانے کے لیئے چند نامور علماء کے ہاتھ روانہ فرمایا ہے جسے نافذ آفندی مدیر دفتر خاقانی ولایت شام نے دمشق کے محلہ صالحیہ میں اوس محلہ کے قریب جہاں مہاجرین کریٹ آباد ہوئے ہیں تعمیر کرایا ہے۔

سنہ ۱۸۹۷ء میں فوجی تیاریوں کے لیئے جو فنڈ عام چندہ سے کھولا گیا تھا۔ اُسمیں اسوقت سوا ۵۶ لاکھ قرش جمع ہیں۔ باقی رقم جو دو کرور روپیہ کے قریب تھی خرچ ہو چکی ہے۔

آمیر مانٹی نیگرو کی درخواست پر وہاں کے چار طلباء کو سلطانی کالج میں داخل ہونے کی اجازت دیگئی ہے۔

قسطنطنیہ کی ٹرمیوے کمپنی کو سنہ ۱۸۹۹ء میں ستر ہزار پونڈ یعنے سنہ ۱۸۹۸ء سے چھ ہزار پونڈ زیادہ آمدنی ہوئی۔ کل خرچ ساڑھے ۶۳ ہزار پونڈ ہوا۔ جو سال ماقبل کے خرچ سے سوا دو ہزار پونڈ زیادہ ہے۔

صوبہ ایڈریانوپل کے دریا مرینا سے نہر نکالنے کی اجازت کے لیئے ایک ترک متمول عطا بک نے درخواست پیش کی ہے۔ مگر شرائط ایسی کڑی تجویز کی ہیں کہ انکے مقابلہ میں وہ شرطیں بھی جو پنجاب گورنمنٹ نے دوابہ

تار کی خبرین

محاربہ ٹرانسوال مین انگریزون کی طرف سے میفکنگ کی مخلصی ہوجانے پر مدافعانہ محاربت کا قطعی خاتمہ ہوگیا ہے۔ اب میدان جنگ سے کسی حصہ مین انگریزی افواج بچاؤ کے پہلو پر نہین ہین بلکہ چارون طرف سے ٹرانسوال پر بڑھ رہی ہین۔ میفکنگ کی کامیابی حافظت تاریخ عالم مین نہ صرف اپنے مستقل مزاج مدافعین بلکہ کل قوم انگلشیہ کے لئے نہایت قابل عزت وفخر واقعہ متصور ہوتا رہے گا صرف سات آٹھہ سو آدمیون کا ایک تقریباً کھلے وغیر محفوظ مقام کو جسے سینکڑون میل کے گردہ مین کہین سے جلد کمک پہونچنے کی توقع نہو۔ اور ساتھہ ہی سامان حرب وضرب وخوراک بھی معمولی مقدار مین رکھتا ہو۔ ۱۳۔ اکتوبر ۱۸۹۹ء سے لیکر ۱۶۔ مئی ۱۹۰۰ء تک پورے سات ماہ تین دن ہزارون محاصرین کا کامیابی کے ساتھہ نہ صرف روکے رکھنا بلکہ گاہ گاہ حملہ آور ہوکر ادنہین نقصان کثیر بھی پہونچاتے رہنا بلاشبہ ایسی جوانمردی۔ استقلال اور عزم مردانہ کو واضح کر رہا ہے جسکی نظیر شاید اس وقت کسی اور قوم مین نہ پائی جائے گی۔ فوجی لحاظ سے میفکنگ کا فتح ہوجانا بویرون کے لئے مفید اور انگریزون کے لئے مضر نہ تھا البتہ طوالت محاصرہ سے یہ اب قومی لاج اور پت رکھنے کا معاملہ ہوگیا تھا جسمین مدافعین کی بے نظیر مردی اور باحوصلگی کی طفیل آخر بازی انگلستان کے ہاتھہ مین رہی۔ چیرکل سلطنت انگلشیہ بے انتہا خوشی ظاہر کرنے مین بالکل حق بجانب تھی۔ لارڈ رابرٹس نے اس دفعہ ڈبل کوچ کے بعد زیادہ آرام نہین کیا۔ بلکہ کرونسٹاڈ پر قابض ہونے سے ساتوین آٹھوین دن ہی اونکی فوج دریا رہنوسٹر کو عبور کرکے جدید پایہ تخت فری سٹیٹ مقام ہلبرون پر متصرف ہوگئی۔ بویرس یہ مقابلہ کرنا چاہتے تھے۔ مگر فتح ہلبرون د لنٹلی نے اون کا ارادہ فسخ کردیا۔ اب اونکا بیان ہے کہ وہ دریا وال پر جان توڑ کر لڑین گے۔ وال ہلبرون سے بیس میل بجانب شمال ہے۔ جنرل بلر کی پیشقدمی پہر ملتوی ہوگئی ہے۔ وہ ابھی تک ٹرانسوال کی سرحد کو عبور نہین کرسکے۔ اور اس ہفتہ انکی فوج کا ایک سالار دشمن کی کمین مین جا پڑنے سے تقریباً معدوم واسیر ہوگیا۔ اس ایک واقعہ شومہ کے سوا یہ ہفتہ ہر طرح سے فتح وشادمانی کا ہفتہ گذرا ہے۔ فری سٹیٹ اور نواح میفکنگ کے اکثر باغی دبویر اطاعت پذیر ہوگئے ہین۔ اس وقت ریاست مذکور صرف شمال مشرقی حصہ بویرون کے پاس ہے۔ بویر وکلا کو یورپ کی طرح امریکہ مین بھی کچھہ کامیابی نہین ہوئی۔ اور گو بعض خبطی بالخصوص روسی اخبارات بدخالیون کے اظہار سے باز نہین آئے۔ خارجی تعلقات کی صورت اس وقت نہایت ہی اطمینان بخش ہے

تار خبرین حسب ذیل ہین :-

لنڈن ۱۸ مئی۔ میفکنگ کی مخلصی ہوگئی ہے۔ بویر محاصرہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ لندن مین خوشی کی کچھہ انتہا نہین رہگئی۔ ساری رات اژدحام خلایق سے راستے بند رہے۔

جنرل ہیتھوان نے ۱۷ مئی کو مقام ہوپسٹاڈ پر قابض ہوکر بویر جنرل ڈیویرز دانیال کو مع چالیس آدمیون کے اسیر کیا۔ جنرل براڈوڈ اسی تاریخ خفیف مزاحمت کے بعد لنڈلی پر قابض ہوئے۔ سٹرسٹین وہان سے ۱۳ مئی کو چلا گیا تھا۔ ہماری فوج سواران کے ہراول نے لنسٹاڈ سے تیس میل بجانب شمال مغرب بویر کمانڈر بوتھا کو (جو بویر سپہ سالار بوتھا کا بھتیجا ہے۔ اور ایک دفعہ پہلے بھی اسیر ہوچکا ہے۔ مگر جہاز سے بھاگ گیا تھا۔ وکیل) پکڑ لیا ہے۔ بویر وکلا سے نیویارک کے میئر نے ٹون ہال مین باضابطہ ملاقات کرکے اونکو ہمدردی کا یقین دلایا۔ وکلا نے درخواست کی کہ امریکہ والے اونکی مدد کرین۔ بویر کرونسٹاڈ سے واپس ہٹتے وقت راستہ مین دریا رہنوسٹر کا ریلوے پل اڑاتے گئے۔ پریٹوریا مین چند ٹرانسوالیون نے کمیٹی بنائی ہے کہ صلح کرانے کی کوشش کیجائے۔ کرونسٹاڈ کے باشندون کا بیان ہے کہ بویر اب مزاحمت ومقابلہ کے قابل نہین رہ گئے۔ وہ بالکل شکستہ دل ہوگئے ہین۔ جنرل بلر نیوکیسل پر قابض ہوگئے۔ اوسکی فوج کے آگے آگے سات ہزار بویر سراسیمہ بھاگے جارہے ہین۔ کچھہ فری سٹیٹ کو اور باقی لینگ نیک کو گئے ہین۔ جہان وہ مقابلہ کرنیکا ارادہ ظاہر کرتے ہین۔ مگر اونکی دولت مجمع بے تمیزی سے بھی بدتر ہو رہی ہے۔

چین وکوریا۔ روس نے بروئے معاہدہ مؤرخہ ۳۰ مارچ بندر مسلم فوچو پر کامل مالکانہ حقوق حاصل کرلئے ہین نیز کئی متصلہ اہم مواقع پر۔ جاپان کو انمین کسی طرح کا استحقاق نہین ہوگا۔ چین مین اجنبیون کے مخالف عام تحریک پھیلتی جارہی ہے۔ پادریون کا بیان ہے۔ کہ برسون سے عیسائیون پر ایسی سختی کبھی نہ ہوئی تھی

لنڈن ۱۹۔ مئی۔ میفکنگ کو جس دستہ نے مخلصی دلائی اوسکی جمعیت بوقت روانگی از کمبرلی ۱۵ سو سوارون کی تھی۔ یہ ۳۰ اپریل کو خفیدھان سے روانہ ہوا تھا۔ اوس نے یومیہ بالاوسط بیس میل سفر طے کیا۔ بویرون نے ۱۲ مئی کو اوسی کے قریب پہونچ جانے کی وجہ سے میفکنگ پر آخری حملہ اوسے فتح کرلینے کے لئے کیا تھا۔ مگر ایک سو سے اوپر آدمی گرفتار کراکر واپس ہٹ آنے پر مجبور ہوئے تھے۔ جنرل رنڈل کو کلان پر متصرف ہوگیا ہے

بیت اللہ سے بویر لشکر اوسکی مزاحمت کے لئے نکسبرگ کے نہایت دشوار گذار علاقہ مین جمع ہو رہے ہین۔ بویر پریسیڈنٹ ٹون نے نیم سرکاری طور پر امریکن گورنمنٹ کے پاس مداخلت کرنیکی درخواست کی ہے۔ اور لکھا ہے کہ ہم صلح کی التجا کرنے کو تیار ہین۔ اسکا جواب یہہ ملا کہ امریکن حکومت مداخلت نہین کرسکتی۔ براہ راست برٹش حکومت سے التجا کرو۔ حالانکہ راستہ مین سرکین بعض جگہہ بالکل ریگستانی اور بعض موقعون پر سخت چٹانی اور خشک علاقون مین سے گذرتی تھین جنرل بلر کی فوج بلا نقصان ڈنڈی پہونچی تھی۔ اسکے لئے جلالت مآب قیصر ہند نے مبارکباد بھیجکر اظہار مسرت فرمایا ہے۔ جنرل بلر ۱۰ مئی کو لیڈی سمتھہ سے روانہ ہوا۔ اور ۱۹ مئی تک ۱۳۸ میل کا فاصلہ طے کرکے نیوکیسل پہونچا۔ +

لنڈن ۲۰ مئی۔ بویرون نے بمقام لینگ نیک یلوے ٹنل اڑا دیا ہے۔ بویرون کا بیان ہے کہ بویر فوج سارادن کمکی دستہ کا کامیابی مقابلہ کرتی رہی۔ مگر رات کو ایک بویر کمانڈر نے جنرل کی بلا اطلاع مقام تعیناتی سے اپنی فوج کو ہٹالیا۔ اور دستہ مذکور اس طرف سے میف کنگ مین داخل ہوگیا۔ کرونگرنے اعلان کیا ہے کہ جو مانزبرگ کی محافظت کیجائیگی۔ جان ومال کے نقصان کا وہ ذمہ دار نہین۔ (یعنی اگر انگریزی فوج نے اوسپر حملہ کیا تو جو مانزبرگ کی کانین اڑا دیجائینگی۔) کرونگر نے لارڈ رابرٹس کو اسیرون کے تبادلہ کے لئے لکھا ہے۔ اور نیز التوائے جنگ کی خواہش ظاہر کی ہے۔ اور مطالبہ کیا ہے کہ انگریزی علاقہ کے ڈچ باغیون کی جان بخشی کیجائے۔ ورنہ کانون کو اڑا دونگا۔ اور جو مانزبرگ کو خاک سیاہ کردونگا۔

بوشوف کی طرف تین سو اغنین۔ چار پانچ لاکھہ کارتوس۔ ۸۱ بویر اسیر انگریزی فوج کے ہاتھہ لگے۔

لنڈن ۲۱۔ مئی۔ ریلوے لائین کے مسمار کردیئے جانیکی وجہ سے جنرل بلر کی پیشقدمی کچھہ عرصہ کے لئے رک گئی ہے۔ میفکنگ کو جنرل ہنٹر ریل پر بسرعت سامان رسد بھیج رہے ہین۔ لارڈ میتھوان جنرل ہنٹر کو ملنے کے لئے ہوپسٹاڈ سے روانہ ہوگیا ہے۔ کرنیل بیڈل پاول میجر جنرل بنائے گئے ہین میف کنگ کے کمکی دستہ مین ۲۳ سو آدمی تھے۔ انگریزی فوج زیر کمان ہنٹر نے ۱۷ مئی کو مقام کلکرس ڈارپ پر (جو دریا روال پر ٹرانسوال مین جنوبی سرحد سے تخمیناً ساٹھہ میل اندر کو ہے) بلا مزاحمت قبضہ کرلیا۔ میفکنگ کے کمکی دستہ کو شمال کیطرف سے چکر دیکر کرنیل پلومر ۱۸ مئی کو آملا تھا۔ راستہ مین ایک جگہہ بویرون نے ۱۳ مئی کو اس دستہ کے ۵ قتل ۱۴ زخمی کئے۔ بویرون کا اس سے زیادہ نقصان ہوا۔ ۱۳ مئی کے حملہ بویران مین اونکے ۱۰۰ اسیر۔ دس قتل۔ ۱۹ زخمی ہوئے۔ میفکنگ کی فوج کو صرف ۶ قتل ۱۱ زخمی۔

آسٹریلیا کے اتحاد کی تجویز کے متعلق یہہ فیصلہ ہوا ہے کہ غیر آسٹریلی معاملات کے متعلقہ مقدمات کی اپیل برابر پریوی کونسل مین ہوسکے گی۔ کوریا روس کے معاہدہ کی نسبت نایب وزیر خارجیہ نے پارلیمنٹ مین بیان کیا کہ اس سے دیگر دول کے حقوق ہرگز محدود نہین ہوسکتے۔ +

لنڈن ۲۲ مئی۔ ۲۷ ریلوے انجن دشمن کے پکڑے گئے ہین۔ خبر ہے کہ انگریزی فوج بمقام میدن کنگ (جو ٹرانسوال وفری سٹیٹ کی سرحد اور دریا وال پر ریلوے لائین پر واقع ہے) پہونچگئی ہے۔ اوس نے دریا کا پل سلامت پایا۔ (یہ خبر قبل از وقت ہے۔ وکیل)۔ لارڈ میتھوان جنرل ہنٹر کا ہین بلکہ لارڈ رابرٹس کا ہاتھہ بٹا رہا ہے۔ میف کنگ مین کمکی دستہ ۱۸ کی صبح کو داخل ہوا۔ ۱۷ کو میف کنگ سے نو میل جنوب مین ۱۵ سو بویرون نے اوسکا مقابلہ کیا۔ مگر پانچ گھنٹون کی لڑائی کے بعد ہٹا دیئے گئے۔ ہمارے دستہ کے تیس اور بویرون کے بہت زیادہ ضایع ہوئے۔ +

بروز بازار پریس امرتسر مین باہتمام منشی فاضل شیخ غلام محمد سپرنٹنڈنٹ مطبع کے شایع ہوا